

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ

# شعبہ حفظ پڑھانے کے رہنما اصول



حافظ محمد تبشیر رضا  
بن انجینئر سیف الدین مرحوم

شائع کردہ

مدرسہ عربیہ مظہر العلوم بکرا میر، سمریاواں، ضلع سنت کبیر نگر، یوپی

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ

# شعبۂ حفظ پڑھانے کے رہنما اصول

مُرتَّب

حافظ محمد تبشیر بن انجینئر سیف الدین مرحوم

زیرنگران

حضرت مولانا سعید احمد صاحب قاسمی دامت برکاتہم  
استاذ: مدرسہ عربیہ مظہر العلوم بکرا میر، سمریادواں، سنت کبیر نگر

پسند فرمودہ

حضرت مولانا ریاض الحق صاحب مظاہری مدظلہ  
(مہتمم مدرسہ عربیہ مظہر العلوم بکرا میر، سمریادواں، سنت کبیر نگر یوپی)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### © جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں

|               |                                                                |
|---------------|----------------------------------------------------------------|
| نام کتاب :    | شعبہ حفظ پڑھانے کے رہنما اصول                                  |
| مرتب :        | حافظ محمد تبشر بن انجینئر سیف الدین مرحوم                      |
| زیر نگرانی :  | حضرت مولانا سعید احمد صاحب قاسمی دامت برکاتہم                  |
| پسند فرمودہ : | استاذ: مدرسہ عربیہ مظہر العلوم بگرامیر، سمیراواں، سنت کبیر نگر |
| سن طباعت :    | حضرت مولانا ریاض الحق صاحب مظاہری دامت برکاتہم                 |
| کمپوزنگ :     | مہتمم مدرسہ عربیہ مظہر العلوم بگرامیر، سمیراواں، سنت کبیر نگر  |
| صفحات :       | ۲۰۲۲ء مطابق ۱۴۴۵ھ                                              |
|               | محمد فردوس عالم ندوی 8687667411                                |
|               | ۵۶                                                             |

ملنے کے پتے

مدرسہ عربیہ عین العلوم امتھری سانٹھا سنت کبیر نگر: 9115301223

مدرسہ عربیہ مظہر العلوم بگرامیر، سنت کبیر نگر: 8948137843

# فہرست

صفحات

## مضامین

- تقریظ: حضرت مولانا شہاب الدین صاحب قاسمی فاضل دارالعلوم وقف دیوبند۔ ۶
- دعائیہ کلمات ۸
- پیش لفظ ۹
- ❖ داخلہ امتحان لیتے وقت چند امور پر خصوصی نظر رکھیں ۱۲
- پہلا باب:
- ❖ سبق یاد کرنے اور سننے کا نظام، سبق یاد کرنے کے اوقات ۱۴
- ❖ سبق یاد کرنے کا طریقہ ۱۵
- ❖ ناظرہ اور سبق کے تکرار کا معمول ۱۵
- ❖ خاص خیال رکھیں ۱۶
- ❖ بلند آواز سے پڑھیں ۱۷
- ❖ دل میں سبق اپنے حافظہ ہی سے پڑھے ۱۹
- ❖ سبق یاد کرنے میں توجہ اور طبیعت میں نشاط باقی رکھنے کے تدابیر ۱۹

## دوسرا باب:

- ❖ سبق پارہ کا تعارف ۲۱
- ❖ سبق پارہ یاد کرنے کا طریقہ ۲۱
- ❖ سبق پارہ کچا ہونے کی وجہ ۲۲
- ❖ سبق کچا ہونے کی ایک اور وجہ ۲۲

- ❖ غلطی کیسے بتائیں \_\_\_\_\_ ۲۳
- ❖ صبح اور شام کے آموختہ میں مدرسہ کا معیار متعین کیا جائے \_\_\_\_\_ ۲۳
- ❖ معیار سے گرنے کی وجوہات \_\_\_\_\_ ۲۳
- ❖ معیار کی تعین کیلئے بعض سفارشات آموختہ سے متعلق اصول و ضوابط ۲۵
- ❖ حفظ سے فراغت کے بعد تلاوت کرنے کا طریقہ \_\_\_\_\_ ۲۶
- ❖ حفظ سے فراغت کے بعد تلاوت کرنے کے دو طریقے \_\_\_\_\_ ۲۷
- ❖ قرآن پاک یاد رکھنے کا عمل \_\_\_\_\_ ۲۷
- ❖ وظائف برائے حفظ \_\_\_\_\_ ۲۸
- ❖ مسابقہ \_\_\_\_\_ ۲۸
- ❖ درس گاہ میں مسابقہ \_\_\_\_\_ ۲۹
- ❖ امتحان بھی دلاتے رہیں \_\_\_\_\_ ۲۹
- ❖ حفظ کرنے کے دوران مشابہات یاد کرانے سے بچیں \_\_\_\_\_ ۳۰
- ❖ ہدایات برائے صحت قرآن \_\_\_\_\_ ۳۱
- ❖ حافظہ اور خوش آواز کیلئے بعض غذائیں \_\_\_\_\_ ۳۱
- ❖ خوبصورت آواز میں قرآن کی تلاوت \_\_\_\_\_ ۳۲
- ❖ اوقاف کی رعایت \_\_\_\_\_ ۳۳

### ❑ تیسرا باب:

- ❖ اساتذہ کا طالب علم کے ساتھ رویہ، درس گاہ کا ماحول \_\_\_\_\_ ۳۵
- ❖ اساتذہ کے لئے بچوں کو سزا دینے کے متعلق اہم باتیں \_\_\_\_\_ ۳۷
- ❖ اساتذہ کسی طالب علم سے مایوس نہ ہوں \_\_\_\_\_ ۳۸
- ❖ اساتذہ کو طالب علم کے لئے فکر \_\_\_\_\_ ۳۹

- ❖ ۴۱ اساتذہ کو چاہئے تنخواہ کو پڑھانے کے ساتھ نہ جوڑے
- ❖ ۴۲ تعلیم و تربیت کی اہمیت
- ❖ ۴۲ طلبہ کی نگرانی
- ❖ ۴۳ تربیت کیلئے چند سفارشات
- ❖ ۴۴ طالب علم میں اچھائیوں کی عادت ڈالیں
- ❖ ۴۵ طالب علم میں سچائی کی عادت ڈالیں
- ❖ ۴۵ طلبہ میں صفائی کی عادت ڈالیں
- ❖ ۴۶ حفظ قرآن کے آسانی کے اسباب
- ❖ ۴۷ موبائل فون
- ❖ ۴۸ طلبہ سے خدمت لینا
- ❖ ۴۹ شاگردوں سے فرمائش کر کے کوئی چیز لینا اور کھانا
- ❖ ۵۰ اساتذہ اپنی زبان و کردار کو پاکیزہ بنائیں
- ❖ ۵۰ شاگردوں کے سامنے ٹچ موبائل کے استعمال سے گریز کریں
- ❖ ۵۱ تمام طلبہ کو اپنے قریب رکھیں
- ❖ ۵۲ حفظ کرنے والے بچوں کے والدین کو چند نصیحتیں
- ❖ ۵۳ طلبہ کے سرپرستوں سے رابطہ میں رہیں
- ❖ ۵۴ ایک عاجزانہ درخواست
- ❖ ۵۵ خاتمہ
- ❖ ۵۶ عظمت قرآن (نظم)

## تقریظ

حضرت مولانا شہاب الدین صاحب قاسمی دامت برکاتہم سدھارتھ نگر  
فاضل دارالعلوم وقف دیوبند، سہارنپور  
مقیم حال شارجہ النہدہ، دبئی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، اَمَّا بَعْدُ!  
مبارک ہیں وہ لوگ جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب کی تعلیم کے لئے چنا، اور  
وہ لوگ انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے افضل لوگوں میں سے ہیں۔ ارشاد نبوی ہے:  
خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ، یعنی تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور  
سکھائے۔ نیز ارشاد فرمایا: اَهْلُ الْقُرْآنِ هُمْ اَهْلُ اللّٰهِ وَخَاصَّتُهُ، اہل قرآن اللہ کے اہل  
اور اس کے خاص بندے ہیں۔ اہل قرآن کہلانے کے وہی حضرات مستحق ہیں جن کے  
سینوں میں قرآن پاک محفوظ ہے اور اس کی تلاوت و تدبر اور عمل ان کا شیوہ ہے۔

تمام تعریفیں اس خدائے پاک کے لئے جس نے قرآن پاک نازل فرمایا اور حفاظ  
قرآن کے سینوں کو اس سے منور فرمادیا اور ان کو اپنا اہل اور خاص قرار دیا، نیز ان کو اس  
عظیم الشان کتاب کی تلاوت اور اس کی نشر و اشاعت کی توفیق بخشی، کتنے مبارک ہیں  
وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت عطا فرمائی اور اس کے ذریعہ سے ان کو عزت ملی اور  
اونچے مقام کو پہنچے۔

درود و سلام ہو اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جن پر یہ قرآن  
کریم نازل ہوا اور ان کو تمام جہانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا۔

میں اپنے دل کی گہرائی سے مبارک باد دیتا ہوں۔ میرے سامنے رسالہ ”شعبہ حفظ

پڑھانے کے رہنما اصول، مسودہ ہے بڑی ہی خوشی کی بات ہے جسے حافظ محمد تبشر سلمہ نے ترتیب دیا ہے آج کل ہمارے معاشرے میں شعبہ حفظ کی درس دینے میں بہت سی کوتاہیاں ہوتی ہیں جس کی وجہ سے شعبہ حفظ کے بچوں کی صحیح سے رہنمائی نہیں ہو پاتی جس کی وجہ سے آگے چل کر ان بچوں کو بہت سی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس رسالہ پر ہم نے مکمل نظر ڈالی ہے، ماشاء اللہ عزیزم حافظ محمد تبشر سلمہ نے اس رسالہ کو ترتیب دینے میں بہت ہی سلیقے سے کام کیا ہے اور مختصر تجربہ کار باتوں کو جمع کر دیا ہے جس میں شعبہ حفظ پڑھانے کے متعلق قیمتی باتوں کی ترغیب دی ہے جس سے شعبہ حفظ کے اساتذہ کرام کے لئے آسانی کا سبب ہے کیوں نہ میں مبارک باد دوں ان کو اس مبارک عمل پر جبکہ بلاشبہ یہ موضوع اتنا اشرف و افضل ہے کہ اس پر قلم اٹھانے والا یقیناً مبارک باد دینے کے لائق ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے قرآن پاک حفظ کیا اُس کا مرتبہ بلند ہو گیا، اور جس نے حدیث لکھی اس کا استدلال پختہ ہو گیا، اور جس نے فقہ حاصل کیا اس کی صلاحیت اُجاگر ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ عزیزم حافظ محمد تبشر سلمہ کی اس محنت کو قبول فرما کر امت محمدیہ کے لئے نافع بنائے۔ آمین

و صلی اللہ علیہ و سلم و بارک علی نبینا محمد و علی آلہ و صحبہ  
أجمعین و من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين و الحمد لله رب العالمین

شہاب الدین قاسمی

فاضل دارالعلوم وقف دیوبند

## دعاۓ کلمات

حضرت مولانا ریاض الحق صاحب مظاہری دامت برکاتہم

مہتمم: مدرسہ عربیہ مظہر العلوم بکرا میر، سمریادواں، سنت کبیر نگر

باسمہ تعالیٰ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حافظ محمد تبشر سلمہ اللہ نے 'شعبۂ حفظ پڑھانے کے رہنما اصول' کے نام سے جو رسالہ مرتب کئے ہیں میں اپنی مصروفیات کی وجہ سے مکمل طور پر تو نہیں پڑھ سکا لیکن میری مخصوص دعائیں سلمہ کے ساتھ ہیں، دعا کرتا ہوں کہ یہ رسالہ ہر طرح درست ہو اور طلبہ و اساتذہ کے لئے مفید ہو۔

اللہ تعالیٰ حافظ سلمہ کو مزید لکھنے کی صلاحیتیں فراہم فرمائیں اور ان کی محنتوں کا ثمرہ عطا کرے۔

امید ہے کہ عوام و خواص اس رسالہ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کریں گے۔ دعا کرتا ہوں کہ حافظ سلمہ کو اللہ تعالیٰ مستقبل میں بھی اسی طرح کام انجام دیتے رہنے کی توفیق دیں۔

میں اپنی طرف سے حافظ سلمہ اللہ کو اس کاوش و لگن پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور ان کے روشن مستقبل کے لئے دعا گو ہوں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

(مولانا) ریاض الحق مظاہری



## پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَعَلٰی  
اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ۔

اِنَّا نَحْنُ نَذْكُرُكَ اَللّٰهُمَّ وَاِنَّا لَكَ لَخَافِقُونَ ۔

یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ قرآن شریف کی اتنی مقدار کا حفظ کرنا جس  
سے نماز ادا ہو جائے ہر شخص پر فرض ہے، اور تمام کلام پاک کا حفظ کرنا فرض کفایہ ہے،  
اگر کوئی بھی حافظ نہ رہے تو تمام مسلمان گناہ گار ہوں گے۔ جس شہر یا گاؤں میں کوئی  
قرآن پڑھنے والا نہ ہو تو سب گنہگار ہوں گے۔

محترم حضرات! ہم اپنے حالات پر غور کریں آج ہمارا کیا حال ہے قرآن پاک  
سے بے رغبتی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی ہے آج ہم کو قرآن پاک کی تلاوت کی توفیق  
نہیں ہوتی نہ اس پر عمل کرنے کی فکر ہے ہمیں یہ بھی خیال نہیں آتا کہ قرآن پاک ہمیں  
برابر یاد بھی ہے یا نہیں، قرآن کا ہم سے کیا مطالبہ ہے قرآن کریم ہم سے کیا چاہتا ہے  
کبھی ترجمہ سمجھنے کی بھی توفیق نہیں ہوتی اپنی اس حالت پر ہمیں شرمندہ ہونا چاہیے،

اور ہمیں قرآن پاک کی تلاوت کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرنا چاہیے،

اپنے گھر والوں کو بھی اس کی ترغیب دینا چاہیے،

ہم عہد کریں کہ اپنے بچوں کو انشاء اللہ حافظ قرآن بنائیں گے۔

کہ جس کے سینے میں قرآن پاک نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے اس لئے کوشش  
کریں کہ قرآن پاک کو روز آئے تلاوت کرنے کا اہتمام کریں گے قرآن پاک سینے میں  
ہونا ہی چاہئے تاکہ یہ سینہ روشن ہو جائے قرآن پاک کی ایک سطر ایک حرف بھی کتنا  
نورانی ہے اس کا اندازہ ہم نہیں لگا سکتے ہیں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص قرآن کریم کا ایک حرف پڑھے گا۔ اس کے لئے ایک حرف کے بدلے میں ایک نیکی کا اجر دس کے برابر ملتا ہے لیکن اُس شخص کے لئے جو قرآن کریم کے اصول و آداب یعنی ناظرہ و تجوید کے ساتھ خلوص نیت سے پڑھتا ہو۔ اور جو پڑھنے میں مشقت اٹھاتا ہے اس کے لئے تو دو ہر اجر ہے

جو حافظ قرآن ہوتا ہے، بروز قیامت اپنے گھروں میں سے ایسے دس لوگوں کی شفاعت کرے گا جس پر گناہوں کی وجہ سے دوزخ واجب ہو چکا تھا اور ان کے والدین کو جنتی لباس پہنایا جائے گا جنت کا تاج پہنایا جائے گا وہ پوچھیں گے یا اللہ یہ انعام کس وجہ سے ہے فرمایا جائے گا کہ تمہارے اولاد کے حافظ قرآن بننے کی وجہ سے ہے اب ہم خود اس بات سے اندازہ لگائیں کہ اللہ کے یہاں اتنا بڑا اعزاز، تو اس لئے اپنے اولادوں کو حافظ قرآن بنائیں عالم دین بنائیں، جس کی وجہ سے ان کی بھی اور ہماری بھی آخرت سنور جائے اور ہمارے لئے ہمارے اولاد صدقہ جاریہ بن جائیں۔

معلوم ہوا کہ قرآن پاک کا حفظ کرنا بندوں کے آخرت کے لئے ایک اہم ضرورت ہے، جو چیز بندوں کے لئے جتنی ضروری اور اہم ہوتی ہے اللہ پاک اس کا حصول بندوں کے لئے اتنا ہی آسان فرما دیتے ہیں۔ آج دنیوی علوم کا حصول دشوار ہو رہا ہے، جہاں ڈاکٹری وغیرہ کی تعلیم ایک غریب انسان کے لئے نہایت دشوار ہے، وہاں حفظ قرآن کے لئے بہت سارے اسباب اللہ نے مہیا فرمائے ہیں، بڑے اداروں کے علاوہ شہروں اور دیہاتوں میں؛ نیز مکاتب و مساجد میں بھی شعبہ حفظ کا سلسلہ قائم ہے، جس میں امیر و غریب ہر شخص مال خرچ کئے بغیر سہولت سے حفظ کر سکتا ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے بیٹے کو ناظرہ قرآن شریف سکھلاوے اس کے سب اگلے اور پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، جو شخص حفظ کرائے اس کو قیامت میں چودھویں رات کے چاند کے مشابہ اٹھایا جاویگا، اس کے بیٹے سے کہا جاوے گا کہ

پڑھنا شروع کر جب بیٹا ایک آیت پڑھے گا باپ کا ایک درجہ بلند کیا جاوے گا حتیٰ کہ اسی طرح تمام قرآن شریف مکمل ہو۔

ایک جگہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے

احقر مدرسہ ”عین العلوم“ امٹھری،، سانتھا سنت کبیر نگر سے فراغت کے بعد ”مظہر العلوم“ بگرا میر سمریاداس سنت کبیر نگر میں حضرت مولانا سعید احمد صاحب قاسمی دامت برکاتہم کی صحبت میں رہ کر شعبہ حفظ کی تعلیم کے بارے میں سیکھنے سکھانے کا استفادہ کا موقع ملا، جس سے کافی تجربہ ہوا، اسی تجربہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ کتاب ترتیب دینے کا داعیہ دل میں پیدا ہوا، جو آپ کے سامنے ہے۔ یہ سب اللہ کے فضل و کرم اور والدین و اساتذہ کی دعاؤں کا ثمرہ ہے، اللہ پاک اس خدمت کو قبول فرمائے اور اپنی رضا کا ذریعہ بنائے۔

آج کل ہمارے معاشرے میں شعبہ حفظ کے متعلق بہت سی کوتاہیاں ہو رہی ہیں، خیال ہوا کہ اس تعلق سے کچھ مفید ہدایات اور رہنما اصول جمع کر دی جائیں تو ان شاء اللہ بہت نفع ہوگا۔

رسالہ ”شعبۂ حفظ پڑھانے کے رہنما اصول“ آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ اس کو نفع بنائے۔ آمین

طالب دعا

حافظ محمد تبشر کبیر نگری

## داخلہ امتحان لیتے وقت چند امور پر خصوصی نظر رکھیں

بعض مرتبہ حفظ میں داخلہ کے خواہش مند طلبہ ایسے بھی ہوتے ہیں جو دوسرے مدرسہ سے یا اپنے مکتب سے کچھ پارے حفظ کر کے آتے ہیں، ان کا داخلہ امتحان لیتے وقت چند امور پر خصوصی نظر رکھیں۔

صحت ہے یا نہیں؟

منزل یاد ہے یا نہیں؟

جن پاروں کا حفظ نہیں ہوا ہے ان میں سے بچہ ناظرہ پڑھ سکتا ہے یا نہیں، اگر صحت میں کمزور ہے تو ایمر جنسی وارڈ؛ یعنی شعبہ ناظرہ کے درجہ میں رکھا جائے جہاں صحت پر محنت ہوتی ہے، اس کے بعد شعبہ حفظ میں داخل کیا جائے، لیکن یہ صحت والا کام ایک دو ماہ میں مکمل ہو جانا چاہئے۔

حفظ کے جو اساتذہ فکر مند اور ماہر ہیں وہ ایسے بچوں کی صحت کا مسئلہ خود اپنی درس گاہ میں حل کر لیتے ہیں، لیکن بعض اساتذہ ادھر توجہ نہیں کرتے اور امتحان میں جب یہ کمزوری سامنے آتی ہے تو یہ عذر کر لیتے ہیں کہ یہ دوسرے مدرسہ سے آیا ہے، کبھی کبھی تو دوسرے مدرسے میں غلطی کی روک ٹوک نہ کرنے پر وہ غلطی مستحکم ہو جاتی ہے جس کا ازالہ اور اس غلط عادت کے چھڑانے کا کام بہت دشوار ہو جاتا ہے، نیز حفظ کے استاذ کو دیگر بہت سے کام کرنے رہتے ہیں، اس لئے مناسب یہ ہے کہ اس کو شعبہ تصحیح (شعبہ ناظرہ) میں رکھا جائے۔

صحت ہے، لیکن منزل یاد نہیں تو ظاہر ہے کہ اس بچے کے لئے آگے چلنا دشوار ہے، لہذا اس بچے کا شعبہ حفظ برائے مشق میں داخلہ کیا جائے جس میں بچہ گزشتہ پارے یاد کر لے اور پانچ پارے یاد کرے، پھر اہل مدرسہ امتحان لے، پھر دوسرے پانچ

پارے یا بقیہ پارے یاد کرے اور امتحان دے، جب حفظ کئے ہوئے پارے یاد ہو جائے تو شعبہ حفظ کے دوسرے درجے میں داخل کیا جائے۔ اگر شعبہ حفظ برائے مشق میں داخلہ کی گنجائش نہ ہو یا یہ شعبہ ہی قائم نہ ہوا ہو تو شعبہ حفظ کے دوسرے درجے میں داخل کیا جائے اور پہلے منزل یاد کرائیں، پھر آگے سبق شروع کریں۔ اگر پچیس پارے کر چکا ہے یا چند پارے باقی ہیں تو مناسب ہے کہ پہلے آخری پارے حفظ کرا کر قرآن مکمل کرا دیں اور اس کے بعد گردان پر لگا دیں۔ بہت سی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ اول منزل یاد کرنے میں بچے کو لگا دیا جاتا ہے اور بچے کے لئے اس کے یاد کرنے میں اتنی دشواریاں پیدا ہو جاتی ہیں کہ وہ حفظ چھوڑ دیتا ہے اور گزشتہ یاد کئے ہوئے پارے بالکل بھول جاتا ہے۔

بہر حال! یہ چند ہدایات ہیں، استاذ اس باب میں واقف ہو کر خود مجتہد اور ساعی بنے، اہل مدرسہ یا استاذ اپنے بچے کے بارے میں ماہرین سے مشورہ کر کے کوئی آسان حل تلاش کر کے ایسے بچوں کو سنبھال لیں اور ان کی زندگی ضائع ہونے سے بچالیں۔ اگر منزل ہی کمزور ہو اور جو پارے حفظ نہیں کئے ہیں اس کا ناظرہ بھی کمزور ہے تو احقر کی ناقص رائے یہ ہے کہ منزل یاد کرانے کے ساتھ ساتھ بقیہ پاروں میں ناظرہ کے پختہ کرنے کی محنت کی جائے؛ کیوں کہ ناظرہ خراب ہوگا تو سبق کچا رہے گا اور سبق کچا ہوگا تو منزل کچی ہوگی، سبق کے کچا ہونے سے حفظ میں جو کمزوری رہتی ہے اس کی تلافی میں بہت دشواری ہوگی اور حفظ میں جو پختگی ہونی چاہئے وہ حاصل نہیں ہوتی۔ یہ عام قاعدہ ہے، لیکن اللہ پاک کسی کے لیے آسان فرمادے تو دوسری بات ہے۔

## پہلا باب:

## سبق یاد کرنے اور سننے کا نظام

سبق یاد کرنے کے اوقات:

مغرب اور عشا کا درمیانی وقت۔ کیوں کہ یہ فطری بات ہے کہ دن کے آخری حصے میں اور سونے سے پہلے جو امور اور واقعات انسان کو پیش آتے ہیں سونے کے بعد پوری رات غیر محسوس طریقے سے ذہن اندرونی طور پر انہیں واقعات کے فکر و خیال میں مشغول رہتا ہے؛ جبکہ سونے والا شخص اپنی نیند اور استراحت میں محو ہوتا ہے اور اس بات کا اسے قطعی شعور نہیں ہوتا۔

لہذا، جو سبق بچے نے سونے سے قبل قوت حافظہ میں محفوظ کر لیا ہے، سونے کے بعد عقل باطنی اس کو پوری رات برابر لوٹاتی رہتی ہے جس کی وجہ سے بچہ جب صبح نیند سے بیدار ہوگا تو غیر محسوس طور پر سبق اپنے ذہن میں محفوظ پائے گا۔ اس لئے عشاء کی نماز کے بعد حفظ کے بچوں کو جلدی سلا دیا جائے اور اس بات کی نگرانی کی جائے کہ بچے عشا کے بعد مجلس بازی وغیرہ میں اپنے اوقات ضائع نہ کریں، ورنہ عقل باطنی کا فائدہ حاصل نہ ہوگا۔

سحری اور تہجد کا وقت۔

نماز فجر کے پہلے سے لے کر سورج طلوع ہونے تک کا وقت۔

ان اوقات میں ذہن صاف ہوتا ہے اور جسم میں تروتازگی ہوتی ہے، نیز ان اوقات میں نورانیت بھی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں: تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ۔ (الم سجدہ)

ترجمہ: ایمان والوں کے اعمال کا حال یہ ہے کہ شب کو ان کے پہلو خواب گاہوں

سے علیحدہ ہوتے ہیں اور وہ لوگ اپنے رب کو ثواب کی امید اور عذاب کے خوف سے پکارتے ہیں اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں۔

حاصل کلام: آیت کریمہ کی تشریح سے معلوم ہوتا ہے کہ مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت سبق یاد کرنے کا ہے اور فجر سے قبل یا فجر کے بعد سبق سنانے کا وقت ہے لہذا، یہ اوقات سبق یاد کرنے اور سنانے کے لئے خاص کئے جائیں، مغرب کے بعد سبق یاد کرنے کا وقت اور فجر سے قبل سبق سنانے کا وقت ہے، فجر کے بعد سبق پارہ یاد کرنے کا وقت ہے، اگر فجر سے قبل بچہ سبق نہ سنا پائے تو فجر کے بعد سبق سنیں۔

### سبق یاد کرنے کا طریقہ:

درس گاہ میں کسی ساتھی یا استاد کو ناظرہ سنائیں، تاکہ جو غلطی ہے (غنہ، مد اور پر باریک کی) اس کی نشان دہی ہو سکے، اور ہو سکے تو استاد بھی سن لیں۔ مقصد یہ ہے کہ بچے کو جو سبق آگے دینا ہے بچہ اسے یاد کرنا شروع کرے اس سے پہلے اس کا ناظرہ اتنا صحیح ہو جائے کہ اس میں کسی قسم کی غلطی باقی نہ رہے۔ (نہ حرفوں کی، نہ زبر، زیر کی اور نہ ہی کوئی اور پختہ غلطی) کیوں کہ بچے کو سبق یاد کرنے کے لئے ایک آیت کو کئی کئی دفعہ دوہرا نا پڑتا ہے، اگر اس کا پہلے سے ناظرہ درست نہ کیا گیا تو وہ جب اس کو زبانی یاد کرنا شروع کرے گا تو اس کی وہ غلطی بالکل پختہ ہو کر اس کے ذہن میں بیٹھ جائے گی، یہ حفظ کے شعبے میں اتنا بڑا نقصان ہے جس کی تلافی بعض دفعہ پوری زندگی نہیں ہو پاتی۔

### ناظرہ اور سبق کے تکرار کا معمول:

زیادہ سے زیادہ مرتبہ سبق ناظرہ پڑھیں تاکہ سبق بالکل رواں ہو جائے، اس کو ہر بچہ اپنا معمول بنالے اور یہ معمول بچے مغرب سے قبل مکمل کر لیں، تاکہ مغرب کے بعد متصل سبق یاد کرنا شروع کر سکیں۔

**نوٹ۔** سبق یاد کرنے سے پہلے اول اور آخر درود شریف ایک مرتبہ اور ”کَبِ  
اَشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي اَمْرِي وَاَحْلِلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي“ پڑھ لیں،  
پھر مکمل متوجہ ہو کر سبق یاد کریں۔

## خاص خیال رکھیں:

سبق یاد کرنے کے دوران رموز و اوقاف کی پوری رعایت کریں۔ کہاں وقف کرنا  
ہے، کہاں وصل کرنا ہے۔ یہ ذہن نشیں کر لیں، اپنی استطاعت کے موافق سانس رکھیں،  
درمیانی رفتار سے تلاوت کریں، نہ عجلت کریں، نہ ترتیل۔ درمیانی آواز سے سبق یاد  
کریں، نہ اتنا آہستہ پڑھیں کہ قریبی ساتھی کو بھی سنائی نہ دے اور نہ اس قدر بلند کہ آواز  
پھٹنے لگے۔ یہ تجربہ کی بات ہے کہ جو طالب علم اپنی نشست (بیٹھک) پر جس طرح پڑھتا  
ہے بالکل اسی طرح وہ استاذ کے پاس بیٹھ کر پڑھتا ہے۔

بعض طلبہ اپنی نشست پر جلد بازی سے پڑھتے ہیں اور تصور کرتے ہیں کہ استاذ کو  
سناتے وقت اطمینان سے پڑھیں گے، ایسا کرنے والوں کو اکثر بھول یا غلطی لاحق ہو  
جاتی ہے۔ لہذا اپنی نشست پر ہی اچھی طرح پڑھنے کی عادت ڈالیں، تھوڑی بلند آواز  
سے تلاوت کرنے کی عادت ڈالیں تاکہ صحیح تلاوت ہو۔

ابو حامد کا قول ہے کہ:

”طالب علم کے لئے بہتر ہے کہ اپنا سبق یاد کرتے وقت آواز اتنی اونچی کرے کہ  
وہ خود اس کو سن سکے۔ کیوں کہ جس بات کو کان سے سن لیتے ہیں وہ دل میں خوب راسخ  
ہو جاتی ہے۔“

اسی لئے انسان پڑھی ہوئی بات کی بہ نسبت سنی ہوئی بات کو زیادہ یاد کر لیتا ہے اور  
جب سبق کو بطور نغمہ اور فصاحت و تجوید کے یاد کیا جائے، ساتھ ساتھ طالب علم اس میں



آواز کو اونچا بھی کرے تو اس کی فصاحت میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔

## بلند آواز سے پڑھیں:

بلند خوانی (بلند آواز سے پڑھنا) مطلوب ہے جس کے بہت سے فائدے ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

(۲) بلند خوانی سے ہمت و جرأت میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۲) بلند خوانی سے مقامات احتمال کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

(۳) بلند خوانی سے تلاوتی غلطیاں دور ہو جاتی ہیں، اس لئے کہ جب بلند آواز سے تلاوت کریں گے اور اتفاقاً غلط پڑھا تو استاذ یا باشعور طالب علم جو بھی سنیں گے وہ اس غلطی پر ضرور ٹوکیں گے جس کا نقد فائدہ یہ ہوگا کہ غلطی فوراً درست ہو جائے گی، وہ طلبہ قابلِ مبارک باد ہیں جو قدرے بلند آواز سے پڑھنے کے عادی ہیں۔

اس بات کی پوری کوشش اور فکر ہو کہ سبق میں ایک بھی غلطی نہ ہو؛ کیوں کہ سبق کی غلطی درست کرنے کے لئے اس کو بار بار رٹنا پڑتا ہے، یہ غلطی بڑی کوشش کے بعد درست ہوتی ہے، اس لئے غلطی پر نشان لگائیں غلطی پر نشان لگانے سے بڑا نفع ہوتا ہے، اس کی جلد اصلاح ہو جاتی ہے، پھر اس غلطی کو بار بار رٹ کر درست کر لیں۔

دیکھو! آپ کی جس مقام پر غلطی ہوئی تھی، اب اس غلطی کو نہ دوہرانا، ورنہ سزا ملے گی، جب یہ تصور ہو کہ راستے میں گڑھے ہیں اور مجھے سنبھل کر چلنا ہے تو ہی محفوظ رہے گا۔

(۴) پورے سبق پر اس تصور کے ساتھ بھرپور نظر ڈالیں کہ گویا آپ کی آنکھیں تصویر کشی کا کیمرہ ہیں اور آپ اس سبق کی اپنی آواز اور نظر کے ذریعہ اپنے حافظہ میں تصویر لینا چاہتے ہیں، اس دوران آپ اپنے کیمرہ یعنی آنکھ کو حتی المقدور ہلانے کی

کوشش نہ کریں، بلکہ پوری طرح اس سبق پر جمائے رکھیں۔

(۵) سبق کی پہلی آیت یا سبق کی اول دو تین سطریں اس قدر آواز کے ساتھ تجوید کی رعایت کرتے ہوئے صحیح صحیح دیکھ کر کم از کم سات بار ناظرہ پڑھیں، اس طرح کہ آنکھ کا کیمرہ کھولیں اور ذہن کو ہر خیال اور وسوسہ سے خالی کریں۔ کوئی آیت لمبی ہو تو وقوف کے لحاظ سے کئی حصوں پر تقسیم کر کے حفظ کریں۔

(۶) سات مرتبہ ناظرہ پڑھنے کے بعد اس آیت کو حفظ تین بار پڑھیں، آیت یا مطلوبہ مقدار کے کسی لفظ یا موقع میں کوئی غلطی پیش نہ آئے تو ایک بار اندر دیکھ کر ناظرہ پڑھ کر آگے بڑھیں اور اگر کسی لفظ یا موقع میں غلطی پیش آئے تو اس لفظ اور موقع کو پانچ بار ناظرہ اور پانچ بار حفظ پڑھ کر پوری آیت یا مطلوبہ مقدار تین بار ناظرہ اور دو بار حفظ پڑھیں، یہاں تک کہ اس موقع یا لفظ میں کوئی اشکال اور شک و شبہ باقی نہ رہے۔

(۷) اسی طرح دوسری آیت کو اسی طریقہ کے مطابق یاد کریں، جب دوسری آیت یاد ہو جائے تو اب دونوں آیات کو تین بار ناظرہ اور دو بار حفظ پڑھیں؛ تاکہ دونوں آیات کے حفظ میں ربط اور تسلسل قائم ہو جائے؛ جب یہ دونوں آیات خوب ازبر ہو جائیں تو اب تیسری آیت کی جانب توجہ مبذول کریں اور تیسری آیت کے ازبر ہونے پر مذکورہ بالا طریقہ تکرار و ربط کا لحاظ کر کے تینوں آیات پڑھیں۔ غرض اس طرح سبق کے آخر تک ایک ایک آیت یاد کرتے جائیں اور سبق کے شروع سے ملاتے جائیں؛ تاکہ پورا سبق یکساں طور پر یاد ہو جائے۔

(۸) مغرب کے بعد مذکورہ بالا ترتیب کے مطابق سبق یاد کرائیں اور جو بچے کمزور ہوں یا جاہل ہوں ان کو اپنے پاس بٹھا کر سبق یاد کرنے کی ترتیب عملاً بتائیں اور سبق یاد کرنے میں بچوں کی مدد کریں۔

(۹) اذان فجر سے کچھ وقت پہلے بچوں کو اٹھائیں اور رات والے سبق کو سات بار

ناظرہ اور سات بار حفظ پڑھنے کو کہیں، انشاء اللہ سبق بچوں کی نوک زبان ہو جائے گا اور حیرت انگیز سرعت و روانی کے ساتھ بالکل صحیح زبان پر جاری ہو جائے گا۔

(۱۰) سبق خوب از براور نوک زبان ہونا چاہئے، قرآن مجید کا جتنا حصہ بھی یاد کریں گے اس کی بنیاد یہی سبق ہوگا، جب بنیاد ہی کمزور ہوگی تو ظاہر ہے کہ اس پر تیس پاروں کی عمارت بھی لامحالہ کمزور ہوگی۔

لہذا، بنیادی طور پر یومیہ سبق فاتحہ کی طرح خوب از براور ہونا ضروری ہے، اگر خدا نہ خواستہ یومیہ اسباق کمزور رہتے چلے گئے تو پوری عمر حفظ بھی کمزور اور غیر تسلی بخش ہی رہے گا اور اس کے بعد آپ خواہ کتنی ہی محنت کریں معیاری پختگی قطعاً حاصل نہ ہو سکے گی۔

### دل میں سبق اپنے حافظہ ہی سے پڑھے:

اس کا طریقہ یہ ہے کہ روزانہ سونے سے پہلے ایک بار اپنا سبق بغیر آواز کے اپنے حافظے سے ہی پڑھے، اس مشق سے اس کے حافظے میں یاد کئے ہوئے حصے کی تصویر اس طرح محفوظ ہو جائے گی کہ آیات کی ابتدا و اختتام کا پورا نقشہ ایک تصویر کی شکل اختیار کر لے گا۔

### سبق یاد کرنے میں توجہ اور طبیعت میں نشاط باقی رکھنے کی تدابیر:

سبق یاد کرنے کے دوران کسی قسم کا شور و شغف نہ ہو۔  
بچوں کے سامنے کوئی خوش منظر چیز نہ ہو جو حفظ کی توجہ کو منتشر کرنے کا ذریعہ ثابت ہو۔

بچوں کو سمجھائیں کہ سبق یاد کرنے کے دوران ارد گرد کی چیزوں سے قطعی بے نیاز اور لائق ہوں، کمرہ کے سامان اور چٹائی وغیرہ پر ہرگز فضول نظر نہ ڈالیں اور نہ ہی کھڑکی سے باہر والے مناظر کو دیکھنے کی فضول حرکت کریں۔

ہر بچہ قدر بلند آواز سے اپنا اپنا سبق یاد کرے اور استاذ ان پر کڑی نظر رکھے اور ضرورت مند بچوں کے لئے سبق یاد کرانے میں معاون و مددگار بنے۔ سبق یاد کرنے کا وقت متعین ہو مثلاً ایک گھنٹہ یا پچاس منٹ؛ تاکہ زیادہ دیر بیٹھے رہنے سے طبیعت میں اکتاہٹ اور بے ذوقی پیدا نہ ہو۔

## دوسرا باب:

### سبق پارہ کا تعارف

شعبہ حفظ میں ایک پارہ سبق ایک مشہور اصطلاح ہے، یعنی آج کے سبق سے ماقبل ایک پارہ اس طرح کہ آج کا تازہ سبق کل بیس سبق کے ساتھ بیسواں حصہ بن جائے گا اور شروع کا ایک سبق نکل جائے گا، جو حفاظ حضرات خوب جانتے ہیں، ہمارے مدارس میں یہ سبق پارہ کے نام سے مشہور ہے۔

بہر حال! یہ سبق پارہ صبح کے آموختہ سے قبل سنا جائے سبق پارہ میں بھی لقمہ نہ آئے سبق اگر پختہ بغیر غلطی کے ہو تو سبق پارہ میں غلطی کا امکان بہت کم ہوتا ہے۔ سبق پارہ کی مقدار شعبہ حفظ کے اساتذہ کے یہاں یہ مقدار مختلف ہے، احقر اپنے دوستوں کو تین پاؤ یا ایک پارہ سبق پارہ سننے کا مشورہ دیتا ہے؛ یعنی روزانہ سبق سننے کے بعد پیچھے کا ایک پارہ اور آج کے تازہ سبق کے ساتھ کل ایک پارہ، نیز سبق پارہ میں آج کا تازہ سبق ضرور سنیں۔

### سبق پارہ یاد کرنے کا طریقہ:

سبق اگر پختہ سنا جائے تو انشاء اللہ! سبق پارہ میں لقمہ کی نوبت بہت کم آئے گی، لیکن بعض مدارس میں، میں نے دیکھا اور حفظ کرنے والے بچوں سے معلوم بھی کیا کہ سبق پارہ میں آخری دو سبق نہایت کچے ہوتے ہیں اور آخری دو تین اسباق یاد کرنا آج کے تازہ سبق سے زیادہ دشوار ہو جاتا ہے اور عشا کے بعد آخری دو تین اسباق کے یاد کرنے میں کافی وقت صرف ہو جاتا ہے، اس لئے سبق بلا غلطی کے سنا جائے، اگر سبق حافظہ میں جمع ہوا ہو گا تو دو تین بار سبق پارہ پڑھنے سے خوب یاد اور محفوظ ہوگا، ایسے بچے

کے لئے یاد کرنے کے کسی اور طریقے کی ضرورت نہیں ہے؛ تاہم مزید پختگی اور جماؤ کے لئے اکثر میں درجات حفظ کے اساتذہ کو بتلاتا چلو کہ اگر مناسب ہو تو بچوں کو یاد کرنے کا یہ طریقہ بتائیں۔

ذہین بچے کے لئے سبق پارہ یاد کرنے کا خاص طریقہ آخر کے دو سبق اور آج کا تازہ سبق پانچ بار پڑھے: تین بار ناظرہ اور دو بار حفظ، پھر مکمل سبق پارہ تین بار پڑھے: دو بار ناظرہ اور ایک بار حفظ۔ بچے صحیح ترتیب سے ازبر کریں، شک والا اور الٹا الٹا کر نہ سنائیں اور مذکورہ ترتیب سے سبق پارہ یاد کریں تو انشاء اللہ! سبق پارہ بھی سورہ فاتحہ کے مانند ازبر اور پختہ ہوگا۔

### سبق پارہ کچا ہونے کی وجہ:

سبق پارہ کچا ہونے کی وجہ سبق کا کچا ہونا ہے، میں نے دیکھا ہے کہ مغرب کے بعد بچے سبق یاد نہیں کرتے؛ بلکہ اپنا کافی وقت ضائع کرتے ہیں اور صبح فجر کے بعد یاد کرنا شروع کرتے ہیں اور کلاس میں سب سے آخر میں سبق سناتے ہیں اور آخر میں سبق کی آیات کو ذہن میں ایک ترتیب دے کر عارضی طور پر سنا دیتے ہیں، یہ یاد کیا ہوا وقتی اور عارضی ہے، چند منٹ کے بعد وہ سب غائب ہو جاتا ہے، اس لئے سبق پارہ میں آج کا تازہ سبق سنانا بچے کے لئے نہایت دشوار ہوتا ہے، بلکہ ناممکن ہوتا ہے، اس لئے کہ سبق یاد کرنے میں بچے نے حافظہ عارضی کا استعمال کیا ہے اور جو چیز حافظہ عارضی میں جمع ہوتی ہے وہ وقتی اور عارضی ہوتی ہے جو بہت جلد حافظہ سے نکل جاتی ہے۔

### سبق کچا رہنے کی ایک اور وجہ:

سبق کچا رہنے کی ایک اور وجہ ناظرہ کا کچا اور کمزور ہونا ہے، جس بچے کا ناظرہ کمزور ہوگا اس کا سبق بھی کمزور اور کچا ہوگا۔

## غلطی کیسے بتائیں:

اگر بچہ کسی جگہ بھول جائے یا غلطی کرے تو اسٹاذ کو چاہیے کہ فوراً نہ بتائیں، بلکہ ہاتھ یا سر سے اشارہ کر کے اس کو غلطی پر تنبیہ کریں، تاکہ اس کو اپنی غلطی خود نکالنے کی عادت پڑے، ایسا کرنے سے بچے کے اندر خود اعتمادی پیدا ہوگی اور وہ یہ سمجھے گا کہ غلطی میں نے خود نکالی، اگر طالب علم اشارہ یا اس عمل سے بھی نہ سمجھ سکے تو پھر غلطی بتادی جاوے۔

## صبح اور شام کے آموختہ میں مدرسہ کا معیار متعین کیا جائے:

حفظ کی پختگی اور حفظ کے معیار کو بلند کرنے کے لئے مدرسہ اپنے طلبہ کے لیے ایک معیار متعین کرے۔ مثلاً: ہر آموختہ میں ۱۰۰ میں سے ۸۵ نمبر۔ اس سے ناظم تعلیمات کو اندازہ ہوگا کہ درجات حفظ کے کتنے بچے مدرسہ کے معیار کے مطابق چل رہے ہیں اور جو بچے مدرسہ کے معیار پر نہیں چل رہے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ اس پر روشنی پڑے گی اور ان بچوں کی پریشانی دور کر کے معیار پر لانے کی محنت کے سلسلے میں ارباب مدرسہ سے مشورہ کر کے کوئی نظام بنا سکتے ہیں اور جو بچے ہمیشہ مدرسہ کے معیار کے مطابق چل رہے ہوں اور ایک دم معیار سے نیچے آ گئے تو اس طرف ارباب مدرسہ کی توجہ ہوگی اور سب مل کر ان کو معیار پر لانے کی فکر کریں گے۔

## معیار سے گرنے کی وجوہات:

(۱) معیار سے گرنے کی ایک وجہ غلط صحبت اور معاصی میں مبتلا ہونا ہے، آج کل تو موبائل کی ایک خاص وبا ہے جو ہر معاصی کی بنیاد ہے، جیسے موبائل پر فلم بینی وغیرہ خلاصہ یہ کہ حفظ اور اپنے کاموں سے توجہ ہٹا کر دیگر امور کی طرف توجہ دینے سے بچہ معیار پر قائم نہیں رہتا۔

(۲) معیار سے گرنے کی دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ بچے کو دارالاقامہ میں کسی بچے کا خوف اور اس کی طرف سے پیش آنے والی پریشانیاں ہیں جس کی وجہ سے بچہ ذہنی پریشانی میں مبتلا رہتا ہے اور ذہنی انتشار کے باعث جیسا سنا چاہئے نہیں سنا پاتا ہے، اگر مدرسہ کا معیار متعین ہوگا تو بچے کی ذہنی پریشانی پر روشنی پڑے گی۔ کبھی ذہنی پریشانی اور انتشار کا باعث گھریلو حالات بھی ہوتے ہیں، اس سلسلے میں بچے کے والد یا کسی ذمہ دار سے مدد حاصل کر سکتے ہیں۔

(۳) معیار گرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ بچہ چلتے چلتے ایک دم سے رک جاتا ہے، ہر وقت ذہنی اور دماغی کیفیت یکساں نہیں ہوتی، بعض دفعہ دماغ کی حالت بڑی اچھی ہوتی ہے اور کبھی دماغ پردباؤ ہوتا ہے اور بچے کی ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ سبق یاد کرنے کو جی نہیں چاہتا اور یاد کرنے میں جی نہیں لگتا اور استاذ کو بھی پتہ نہیں چلتا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے، استاذ بھی اس حالت کو بچے کی شرارت پر محمول کرتا ہے اور سزا دینا شروع کر دیتا ہے جس کی وجہ سے بعض مرتبہ بچہ بھاگ جاتا ہے۔

(۴) اس لئے میری رائے یہ ہے کہ ایسے موقع پر چند ایام بچے کا سبق روک دیں اور ایسے بچے پر کسی قسم کا دباؤ نہ ڈالیں، بلکہ کوئی ایسی تدبیر اختیار کریں جس سے بچے کی یہ کیفیت زائل ہو جائے، پھر سبق اور دیگر معمولات شروع کریں۔

(۵) بہت سی مرتبہ میں بیس یا پچیس پاروں کے بعد بچہ اس طرح کی حالت میں مبتلا ہوا اور استاذ اس کی نوعیت سے واقف نہیں ہوا؛ بلکہ اور اس کے ذہن پر دباؤ ڈال دیا جس کی وجہ سے بچے نے مدرسہ ہی چھوڑ دیا، یا حفظ ہی چھوڑ دیا اور کئی سالوں کی محنت ضائع ہو گئی۔

بہر حال مدرسہ سے کامیاب اگر متعین ہوگا تو بہت سی باتوں پر روشنی پڑے گی۔



# معیار کی تعیین کے لئے بعض سفارشات

## آموختہ سے متعلق اصول و ضوابط:

(الف) ب۔ بھول:

- (۱) ایک سورت کے بعد دوسری سورت کا بھول جانا۔
- (۲) کسی صفحہ کے بعد اگلے صفحے کا بھول جانا۔
- (۳) ایک آیت کے بعد دوسری آیت کا یاد نہ آنا۔
- (۴) آیت کا کچھ حصہ پڑھنے کے بعد اٹک جانا۔

(ب) م۔ متشابہ:

- (۱) کسی سورت کے ختم پر۔
- (۲) کسی صفحہ کے ختم پر۔
- (۳) کسی آیت کے ختم پر۔
- (۴) درمیان آیت پر متشابہ لگ جانا۔

(ج) ح۔ لحن جلی:

- (۱) حروف کی غلط ادائیگی۔
- (۲) حرکات کی درازگی۔
- (۳) ساکن کو متحرک اور متحرک کو ساکن پڑھنا۔

(د) ص۔ عدم صحت:

- (۱) قواعد کی رعایت نہ کرنا۔

(ر) غ۔ تحریفی اغلاط:

(۱) حرکات کی تبدیلی۔

(۲) حرف کی کمی وزیادتی۔

(۳) حفظ کی کمی وزیادتی۔

(۴) لفظ کی تبدیلی مثلاً: ”یؤمنون“ کی جگہ یوقنون پڑھنا۔

### قابل توجہ امور:

نشان لگائے ہوئے مقام کے علاوہ نئے مقام میں غلطی ہو تو کیفیت میں اس کو درج کر دیں، نیز یہ بھی لکھیں کہ استاذ کے لوٹا کر پڑھانے سے صحیح پڑھ لیا یا نہیں، ایک ہی مرتبہ میں درست کر لیا یا دو تین بار میں نشان لگائے ہوئے مقامات میں غلطی ہوئی اور لوٹا کر پڑھانے کی صورت میں صحیح کر لیا، ایک بار میں یا دو تین بار میں یا لوٹا کر پڑھانے کے باوجود صحیح نہ کر سکا۔

آموختہ میں کامیاب ہونے کے لئے ۸۵ نمبرات کا ہونا ضروری ہے، بعض حالات میں بعض طلبہ کا استثنیٰ کیا جاسکتا ہے، لیکن اس سلسلے میں مہتمم صاحب یا صدر مدرس یا ناظم صاحب کا مشورہ لیا جائے۔

### حفظ سے فراغت کے بعد تلاوت کرنے کا طریقہ:

حافظ کے لئے ہمارے اکابر یومیہ تین پارے کا معمول بتلاتے ہیں، ہو سکے تو یہ تین پارے نماز میں پڑھے جائیں، یا کم از کم حفظ پڑھنے کی کوشش کریں۔ اگر حفظ پڑھنے میں دشواری ہو تو ناظرہ تین پارے پڑھ کر ایک پاؤ پارہ صبح سے لے کر شام تک تمام نوافل نمازوں میں پڑھے، اس طرح چار دن میں ایک پارہ مکمل ہوگا اور پانچویں دن تمام نوافل میں وہ ایک پارہ مکمل پڑھے، اس طرح انشاء اللہ! پانچ ماہ میں ایک قرآن مکمل ہوگا۔ رمضان المبارک تک قرآن پاک کا دو (دور) مکمل ہوگا۔

## حفظ سے فراغت کے بعد تلاوت کرنے کے دو طریقے:

اگر حفظ کچا ہو تو شوال سے روز آٹھ آدھا پارہ چھ بار پڑھنا شروع کریں: پانچ بار ناظرہ اور ایک بار حفظ، اس طرح دو ماہ؛ یعنی شوال اور ذی القعدہ میں ایک قرآن مکمل ہوگا۔ پھر ذی الحجہ اور محرم میں نصف پارہ چھ بار پڑھیں: چار بار ناظرہ، دو بار حفظ۔ تیسری گردان؛ یعنی صفر اور ربیع الاول میں چھ بار نصف پارہ پڑھیں: تین بار ناظرہ اور تین بار حفظ۔ پھر چوتھی گردان؛ یعنی ربیع الآخر اور جمادی الاولیٰ میں چھ بار نصف پارہ پڑھیں: دو بار ناظرہ اور چار بار حفظ۔ پانچویں گردان؛ یعنی جمادی الثانی اور رجب میں چھ بار نصف پارہ پڑھیں: ایک بار ناظرہ اور پانچ بار حفظ۔ اور پھر شعبان میں ایک پارہ تین بار حفظ پڑھنے کی کوشش کریں اور رمضان المبارک میں تراویح گننے کا اہتمام کریں۔

ہمارے حضرت مولانا سعید صاحب قاسمی فرماتے ہیں کہ: جس نے یہ نصاب مکمل کر لیا تو انشاء اللہ! اس کا قرآن پختہ ہو جائے گا۔ اگر نصف پارہ پانچ بار ناظرہ پڑھنے کے بعد چھٹی بار حفظ پڑھنا دشوار ہو، یعنی حفظ بہت کچا ہو تو حضرت اپنے متعلقین کو ایک دوسرا طریقہ تلقین فرماتے ہیں: پہلی گردان میں پاؤں پارہ بارہ مرتبہ پڑھیں: دس مرتبہ ناظرہ اور دو بار حفظ، اس طرح چار ماہ میں ایک قرآن مکمل ہوگا، مذکورہ ترتیب کے مطابق سال میں تین بار قرآن پاک مکمل ہوگا۔

## قرآن پاک یاد رکھنے کا عمل:

دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں صحابی سے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ: جو شخص سورہ بقرہ کی یہ دس آیتیں پڑھا کرے وہ کبھی قرآن نہیں بھولے گا، چار اول سے مُفْلِحُونَ تک اور آیۃ الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیتیں

مُحَمَّدٌ وَنَ تَک اور سورۃ بقرہ کی آخری تین آیتیں لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ سے ختم سورۃ تک۔

ایک صاحب نے لکھا کہ: حفظ کرتا ہوں اور جو یاد کرتا ہوں پختہ نہیں ہوتا، بھول جاتا ہوں، پختگی نہیں ہوتی، کوئی دعا یا وظیفہ تحریر فرمائیں۔

ایک صاحب نے لکھا کہ: ذہن کمزور ہے جو یاد کرتا ہوں بھول جاتا ہوں، پختگی نہیں ہوتی، کوئی دعا اور طریقہ بتلا دیجئے۔

حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا:

اس (حفظ کرنے) میں آپ لگے رہیں، حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص حفظ شروع کر دیتا ہے اور اس میں محنت کرتا رہتا ہے، لیکن یاد نہیں ہوتا اس کو دو ہر ۱۱ جبر ملے گا، پڑھنے کا اور مشقت کا، اور قیامت میں اسے حافظ بنا کر اٹھایا جائے گا، قبر میں ایک فرشتہ مقرر ہوگا جو اس کو یاد کرائے گا۔

### وظائف برائے حفظ:

ہر نماز کے بعد اول و آخر درود شریف کے ساتھ یَا فَتَّاحُ، یَا فَتَّاحُ ۵۲۱ مرتبہ پڑھ کر دعا کر لیا کریں۔ ہر نماز کے بعد اول و آخر درود شریف کے ساتھ یَا لَطِیْفُ ۱۱ مرتبہ پڑھے اور ہر نماز کے بعد لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ، لَا مَدْجًا وَلَا مَنَجًا مِّنَ اللّٰہِ إِلَّا اِلَیْہِ پڑھ کر دعا کر لیا کریں۔

سورۃ فاتحہ ۷ مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے پی لیا کیجئے۔

### مسابقہ:

طلبہ کے شوق اور ذوق کو بڑھانے کے لئے اور حفظ کے طلبہ کی یادداشت کو پائیدار کے لئے ششماہی اور سالانہ مسابقہ کا نظام مفید ثابت ہوگا، جس سے تعلیمی معیار

بڑھے گا اس میں کامیاب شرکاء کے لئے انعامات کا معقول انتظام بھی ہو تو بہت بہتر ہے، کامیابی کا دار و مدار صحت اور لقمہ کی بنیاد پر ہوگا، جس نے اپنا حصہ بغیر لقمہ کے پڑھ لیا تو وہ انعام کا مستحق ہوگا، نیز جس فریق کی غلطیوں کی تعداد کم ہوگی وہ فریق مجموعی انعام کا بھی حق دار بنے گا اور تمام شرکاء میں ترغیبی انعام حوصلہ بخش رہے گا۔

### درس گاہ میں مسابقت:

عید الاضحیٰ یا ششماہی تعطیلات کے موقع پر استاذ خود کلاس میں بھی مسابقت و مظاہرہ کا انتظام کر سکتا ہے، استاذ اپنی نگرانی میں اپنے کلاس کے طلبہ کے درمیان دو یا تین یا زیادہ فریق بنا کر مسابقت کروائیں، اس سے ان شاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔ کمزور طلبہ کو بھی موقع ملے گا اور سب کے سامنے پڑھنے کی مشق ہوگی۔ بہت سے طلبہ ایسے ہوتے ہیں کہ انھیں اچھی طرح یاد ہوتا ہے، لیکن امتحان اور مجمع کے سامنے نہیں پڑھ سکتے بھولنے لگتے ہیں، درس گاہ کے اندرونی مسابقت سے یہ بیماری۔ انشاء اللہ! ختم ہوگی۔

### امتحان بھی دلاتے رہیں:

اس سلسلہ میں ایک مشورہ یہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ چھ ماہ کے بعد کچھ دنوں کے لئے سبق بند کر کے بچوں کا امتحان دلایا جائے، اس سے ایک تو قرآن پختہ ہوتا رہے گا اور دوسرا بچوں کو امتحان کا خیال رہے گا، اور وہ محنت پر لگے رہیں گے اور استاذ بھی نتیجے کے اچھا نکلنے کے ڈر سے محنت اور چستی کے ساتھ کام کرتا رہے گا۔

مگر ممتحن صاحب امتحان لیتے وقت ذہن میں یہ ضرور رکھیں کہ وہ نوآموز بچوں کا امتحان لے رہے ہیں، کسی پرانے اور تجربہ کار حفاظ کا نہیں، کیوں کہ امتحان سے مقصود معلم اور متعلم دونوں کو مستعد اور محنت پر لگائے رکھنا ہے، خدا نخواستہ حوصلہ شکنی مقصود نہیں، لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ممتحن بالکل ہی چشم پوشی اور اغماض سے کام لے،

کیوں کہ اس سے امتحان کا مقصد ہی فوت ہو کر رہ جائے گا اور اس ڈھیل سے بچوں کو یہ تاثر ملے گا کہ ہم خواہ محنت کریں یا نہ کریں اور امتحان کے وقت خواہ کتنے ہی کمزور کیوں نہ ثابت ہوں ممتحن ہمیں پاس تو بہر حال کر ہی دیں گے۔

### حفظ کرنے کے دوران متشابہات یاد کرانے سے بچیں:

قرآن مجید کے حافظ کے لئے ایک مسئلہ اس کے متشابہات کا ہے، جو خاص کر کے پیچیدہ اور مشکل ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ایک مضمون کو کئی کئی اور مختلف قسموں میں بیان فرمایا ہے، یہ سلسلہ بہت طویل ہے اور سارے قرآن میں پھیلا ہوا ہے اور صحیح معنی میں حافظ وہی ہے جس کو متشابہات کے مواقع میں غلطی نہ لگے اور جو آیت جس طرح ہو اس کو ٹھیک اسی طرح یاد ہو۔

اس مشکل کو حل کرنے کے لئے بعض علماء اور قرآن کے سچے خادموں نے متشابہات القرآن کے عنوان سے مستقل کتابیں بھی لکھی ہیں، تاکہ طلبہ متشابہات والی ان آیتوں کے باہمی فرق کو اچھی طرح سمجھ کر قرآن یاد کر لیں اور انھیں حفظ قرآن کی دولت بدرجہ اتم اور بلا کم و کاست حاصل ہو جائے۔

لیکن احقر کے خیال میں بچوں کو حفظ کرانے کے دوران متشابہات کا باہمی فرق سمجھانا اور ان کا یاد کرانا کچھ مفید نہیں، بلکہ مضر ہے، کیوں کہ اگر وہ متشابہات والی آیتوں کو سوچ سوچ کر پڑھیں گے تو ظاہر ہے کہ یہ چیز ان کے لئے آسانی کے بجائے دشواری کا باعث ہوگی، بچوں کے لئے تو صرف اتنا ہی کافی ہے کہ انھیں ہر آیت ہر موقع میں اسی طرح یاد ہو جس طرح وہاں ہے۔

اور بس، میرے خیال میں انھیں یہ بتانے کی قطعاً حاجت نہیں کہ یہاں تو یہ آیت اس طرح ہے اور فلاں فلاں جگہ میں اس طرح، کیوں کہ اگر دوران حفظ متشابہات

کے فرق انھیں سمجھائے جائیں گے تو وہ بے فکری اور روانی کے ساتھ نہیں پڑھ سکیں گے اور قدم قدم پر سوچنے کی ضرورت پیش آئے گی، انھیں تو ہر آیت اپنے موقع میں کچھ اس طرح یاد ہونی چاہئے کہ ان کی زبان پر اس موقع میں دوسری طرح جاری ہی نہ ہو سکے۔ البتہ جب حفظ مکمل ہو جائے اور حفظ پختہ بھی ہو یا بذریعہ گردان پختہ ہو جاوے تو پھر ان تشابہات کے فرق کو سمجھنا یقیناً مفید ہے۔

### ہدایات برائے صحت قرآن:

قرآن کریم کے کسی بھی حصے کو حفظ کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ اس حصے کی قرأت کو درست کیا جائے، یہ بات تجربے سے ثابت ہے کہ جو طلبہ صحیح قرأت کے بغیر حفظ شروع کر دیتے ہیں وہ حرکات اور تلفظ کی بڑی بڑی غلطیوں کے مرتکب ہوتے ہیں، بعد میں ان غلطیوں سے چھٹکارا پانا بے حد مشکل کام بن جاتا ہے، باوجود یہ کہ انھیں ان کے بارے میں علم بھی ہو جائے۔

ایسے ہی یہ بات بھی تجربے سے ثابت ہے کہ وہ اساتذہ جو حفظ سے قبل قرأت درست کرنے کا اہتمام کرتے ہیں وہ دیگر معلمین کی نسبت زیادہ کامیاب ہوتے ہیں، ہر ایسا بچہ جس کے مخارج اور لہجہ درست ہو وہ دیگر طلبہ سے۔ جن کا تلفظ درست نہیں ہوتا اور لہجے میں مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ آدھے وقت میں حفظ قرآن کی تکمیل کر لیتا ہے۔

### حافظہ اور خوش آوازی کے لئے بعض غذائی چیزیں:

(۱)۔ زہری رحمہ فرماتے ہیں کہ: تم پر شہد لازم ہے، کیوں کہ یہ حافظہ کے لئے بہترین چیز ہے۔

(۲)۔ پودینہ کو جوش دے کر اس میں کلونجی کے تیل کے چند قطرے اور خالص شہد

کا ایک بڑا چچ ملا دیں اور صبح کو نہار منہ اس کو پی لیں، پورا دن حافظہ اور طبیعت ہشاش بشاش رہے گی۔

(۳)۔ شہد کو کلونچی کے تیل کے ساتھ ملا کر استعمال کرنا خوش آوازی اور بلغم نکالنے کے لئے انتہائی مفید اور مجرب ہے۔

(۴)۔ ہاشمی کا قول ہے کہ جو شخص حدیث شریف کو حفظ کرنا چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ کشمش استعمال کرے۔ (صبح کو نہار منہ صاف ستھری کشمش کے اکیس (۲۱) دانے استعمال کریں)۔

(۵)۔ ایک شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس آیا اور بھولنے کی بیماری کی شکایت کی تو حضرت علی نے فرمایا کہ: گائے کا دودھ لازم کر لے؛ کیوں کہ وہ دل کو بہادر بناتا ہے اور بھولنے کی بیماری کو دور کرتا ہے۔

(۶)۔ غذا کم مقدار میں استعمال کی جائے، کیوں کہ بسیار خوری اور بدنظمی سے حافظہ میں ضعف اور افکار میں ڈھیلا پن پیدا ہو جاتا ہے، اسی لئے قدیم مشائخ میں یہ محاورہ معروف رہا ہے کہ البطنة تذهب الفطنة، یعنی پیٹ بھر کر کھانا ذہانت کو ختم کر دیتا ہے۔

## خوب صورت آواز میں قرآن کی قرأت:

قرآن کے لامتناہی خصائص ہیں جن میں ایک خاصہ عمدہ لہجہ، یعنی خوب صورت آواز میں قرآن پڑھنا ہے، قرآن کریم کی تلاوت ایک خاص دل پسند لہجے کی شکل میں قواعد تجوید کے ساتھ بندھی ہوتی ہے اور وہ نغمگی اس قدر مربوط ہوتی ہے کہ اس کے ذریعہ قرآن کریم کا حفظ آسان ہو جاتا ہے، اگر طالب علم ایک خاص طریقے پر اور خاص لہجے میں قرآن کریم پڑھنے کی عادت رکھتا ہے تو قرآن پڑھتے ہوئے کوئی لفظ حافظہ



سے اتر جاتا ہے تو زبان بغیر اس لفظ کے قرأت جاری رکھنے سے انکار کرتی ہے اور باقاعدہ لہجہ باور کرواتا ہے کہ یہاں لفظ چھوٹ گیا ہے اور اگر زبان اسے ادا کر بھی دے تو کان اسے قبول نہیں کرتے۔

حضرت نبی کریم ملی وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ مِمَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ

جس نے خوش آوازی سے قرآن نہ پڑھا وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے۔

امام وکیع اور امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ:

آپ ﷺ کے اس فرمان سے مراد یہ ہے کہ جو خوش آوازی میں پڑھنے کی کوشش

ہی نہ کرے وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے۔ (ابوداؤد)

عبدالجبار ابن ورد بیان کرتے ہیں کہ: میں نے امام ابن ملیکہ سے پوچھا کہ اگر

کسی کی آواز اچھی نہ ہو تو وہ کیا کرے؟

انہوں نے فرمایا کہ: جس قدر ممکن ہو وہ احسن انداز میں قرآن پڑھنے کی کوشش

کرے۔ (ابوداؤد)

آپ ﷺ نے فرمایا:

زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ

قرآن پاک کو اپنی آوازوں سے مزین کرو۔

قرآن پاک کو اچھی آواز اور عمدہ لب و لہجے میں پڑھنا مستحب ہے۔

## اوقاف کی رعایت:

جب نئے بچوں کو آگے ناظرہ سبق پڑھائیں تو پھر استاذ انہیں یہ ہدایت کریں کہ

وہ علامات وقف؛ یعنی آیت (○)، م، ط، ج، پر ٹھہرنے کی عادت ڈالیں، اگر کسی

موقع پر دو علامتوں میں فاصلہ زیادہ ہو تو پھر ش، ص، قف، کے موقع پر ٹھہر جائیں، ان کے علاوہ باقی علامتوں پر اور درمیان میں ٹھہرنے سے جہاں تک ممکن ہو گریز کریں، اگر آپ نے بچوں کو اس بات کا عادی بنادیا تو قرآن کی بڑی خدمت ہوگی۔ یاد رکھیں کہ حفظ کو مناسب اور صحیح مواقع پر وقف کرنے کا عادی بنانا زیادہ ضروری ہے، اس لئے کہ اگر حفظ کو بے جا ٹھہرنے کی عادت پڑ گئی اور یوں ہی جس طرح چاہے، جہاں جی میں آیا ٹھہرنے کے عادی بن گئے تو پھر آگے چل کر ان سے عادت کا چھڑانا بہت مشکل ہوگا اور بے جا وقف کرنے سے۔ پڑھنے والوں کو احساس ہو یا نہ ہو۔ ذوق سلیم رکھنے والوں کو تکلیف ضرور ہوتی ہے، کیوں کہ بے جا وقف کرنے سے قرآن کے معانی سمجھنے میں بعض مرتبہ التباس ہوتا ہے۔

مگر چونکہ بعض مرتبہ مذکورہ بالا علامتوں کے علاوہ دوسرے مواقع میں بھی ٹھہرنے کی ضرورت پیش آتی ہے، مثلاً پڑھنے والا بھول جاتا ہے یا اس کا سانس ٹوٹ جاتا ہے یا کھانسی وغیرہ کا عارضہ پیش آ جاتا ہے۔

اس لئے طلبہ کو یہ بات بھی سمجھا دینا چاہئے کہ اگر ان علامتوں کے علاوہ کسی دوسری علامت پر یا یوں ہی کہیں درمیان میں ٹھہرنا پڑ جائے تو پھر آگے سے نہ پڑھیں؛ بلکہ ایک دو کلمے اوپر سے لوٹالیں، تاکہ کلام مربوط ہو جائے۔

اگر آپ نے بچوں کو حفظ کے دوران مناسب مواقع پر وقف کرنے اور مجبوری کی صورت میں بے جا وقف کرنے پر اوپر سے لوٹا کر پڑھنے کا عادی بنادیا تو یہ طلبہ پر آپ کا بہت بڑا احسان ہوگا۔

## تیسرا باب:

## اساتذہ کا طالب علم کے ساتھ رویہ

## درس گاہ کا ماحول:

ماہرین تعلیم یہ بھی ضروری قرار دیتے ہیں کہ مدرسہ کا مکان کھلا ہوا ہو، ہوادار ہو، جس میں گرمی اور سردی کی پوری رعایت ہو، بند کمرہ، جہاں ہوا نہ پہنچ سکے یا ایسا کھلا ہوا کہ دھوپ اور بارش سے بچاؤ نہ ہو مناسب نہیں ہے، جب بچوں کو اس میں بیٹھنا مشکل ہوگا تو کیا وہ سبق یاد کر سکتے ہیں۔

بہر حال! یہ بات اساتذہ کے اختیار کی نہیں ہے، اس کا تعلق منتظمین اور مدرسہ کی مالی گنجائش پر موقوف ہے۔

اساتذہ یہ ضرور کر سکتے ہیں کہ درس گاہ کو صاف اور ستھری رکھیں اور اس میں ضروری ایسے چارٹ آویزہ کریں جو جاذب نظر بھی ہوں اور ان میں درس گاہ کے مناسب معلومات بھی ہوں، مثلاً: حروف کے مخارج کا نقشہ، تجوید کے قواعد کا نقشہ، ضروری دعائیں اور وظائف نماز، نیز کلاس کے اصول اور ضوابط کا نقشہ وغیرہ۔

ایسا ماحول بنائیں کہ استاد کی ہیبت جو بچوں پر طاری ہے وہ زائل ہو جائے۔ استاد خوش طبع ہو اور درس گاہ میں طلبہ سے خندہ پیشانی سے پیش آئے۔

حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمن کہتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نہایت خوش طبع تھے، حضرات صحابہ اپنی مجلس اور حلقوں میں بعض اوقات تفریحی باتیں بیان کرتے تھے، جن میں حکمت اور دانائی کی باتیں ہوتی تھیں اور طلبہ کی اکتاہٹ دور کرنے اور ان میں نشاط پیدا کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً خوش کن واقعات سنایا کرتے تھے لیکن یاد رہے

کہ ان تفریحی باتوں سے استاذ اور کلاس کا وقار ختم نہ ہو۔

کلاس کو سزا کا مرکز نہ بنائیں، میں نے اکثر دیکھا ہے کہ شعبہ حفظ کی کلاسیں پولیس تھانہ بن جاتی ہیں جن میں جسمانی سزائیں بھی ہوتی ہیں اور بدزبانی بھی، یہ بالکل مناسب نہیں ہے، معلم کو بردبار، تحمل المزاج اور دوراندیش ہونا چاہئے، ہر غلطی پر سزا شروع نہ کریں؛ بلکہ ہر استاذ اپنے پاس پڑھنے والے طلبہ کے ساتھ نرمی و مہربانی اور شفقت کا برتاؤ کریں، اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم ﷺ کی شان میں فرمایا:

بِالْمُؤْمِنِينَ رَوْفٌ رَّحِيمٌ (التوبة)

ترجمہ: آپ مؤمنین پر بہت مہربان اور شفقت کرنے والے ہیں۔ لہذا اپنے طلبہ کے ساتھ محبوب فرزندوں اور بھائیوں جیسا سلوک کریں۔ معلم کو چاہئے کہ وہ اپنی درس گاہ کے کسی ذہین اور ہوشیار طالب علم کو اپنا معاون و مددگار بنائیں، تاکہ وہ حلقے کے انتظام میں اس کا ہاتھ بٹائے، وہ طالب علم اگر بالغ اور تھوڑا بڑا ہو تو زیادہ بہتر ہے؛ کیوں کہ کمسن کے مقابلے میں بالغ پختہ کار ہوتا ہے۔ تمام طلبہ کے ساتھ انصاف کرنے کی کوشش کریں اور ظلم و زیادتی سے احتیاط کریں۔

اگر حلقے میں کوئی نیا طالب علم داخل ہو تو اس کے ساتھ محبت بھرا برتاؤ کریں اور اسے اپنا محبوب بنائیں اور حلقے میں رہنے پر ترغیب دیں۔ اگر ان میں سے بعض طلبہ زیادہ پڑھتے ہوں اور کثرت سے محنت کرتے ہوں یا باادب و سلیقہ شعار ہوں تو ان کے اکرام اور ان کی ترجیح کا سبب بنادیں اور یہ بات بھی واضح کر دیں کہ مذکورہ اسباب کی بنا پر ان کا زیادہ اکرام کیا جاتا ہے، تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں، اس لئے کہ ایسا کرنے سے دوسرے طلبہ محنت و اجتہاد پر آمادہ ہوں گے اور ان کے اندر مذکورہ بالا صفات سے متصف ہونے کا شوق پیدا ہوگا۔

## اساتذہ کے لئے بچوں کو سزا دینے کے متعلق اہم باتیں:

آج ذرا سی اور معمولی بات پر طلبہ کی سخت پٹائی ہوتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ دشمن قبضہ میں آگیا ہے جس سے جی بھر کر انتقام لینا ہے۔ حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ نے تو سبق یاد نہ ہونے پر بھی استاذ کے مارنے کو منع فرمایا ہے؛

چنانچہ خانقاہ میں سخت تاکید تھی کہ کوئی استاذ طالب علم کو نہ مارے، اس کی اطلاع تعلیم کے ذمہ دار کو دی جائے، وہ مناسب سزا تجویز کرے گا، استاذ کی طرف سے طالب علم کے دل میں اگر تکدر ہو گیا تو پھر اس کو فیض نہیں ہو سکتا۔

نیز، بسا اوقات جو کچھ یاد ہوتا ہے مارنے کے خوف کی وجہ سے بھول جاتا ہے، بعض اساتذہ تو چہرہ پر مارنے سے بھی اجتناب نہیں کرتے، حالاں کہ حدیث پاک میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے، مارنے والے اساتذہ اس پر غور کریں کہ ہم اپنے بارے میں کیا چاہتے تھے، کیا طالب علمی کے زمانہ میں ہماری بھی خواہش رہی ہے کہ روزانہ بدن پر چھڑیاں اور تھپیاں لگائی جائیں؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر شاگرد کے لئے کیوں پسند کیا جا رہا ہے؟ حدیث پاک میں آیا: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ۔ تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک اس کے اندر یہ بات نہ ہو کہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

آپ بھی پڑھتے رہے ہونگے، آپ لوگوں کو کتنا مارا گیا؟ اور کیا آپ اس کو پسند کرتے رہے ہیں؟ بار بار کہنے پر بھی آپ لوگ اثر نہیں لیتے لڑکے کے خاک یاد کریں گے جب آپ لوگوں کے پاس جاتے ہوئے اس طرح ڈریں گے جیسے شیر کے سامنے بکری۔ بلکہ استاذ کے اندر باپ جیسی شفقت ہونی چاہئے، بڑے تعجب کی بات ہے۔

اساتذہ کرام کو مارنے میں خیال رکھنا چاہئے، طالب علم کو تنبیہ کی جائے، زیادہ

مارنا مفید نہیں، بلکہ اپنے لئے جو پسند ہو دوسروں کے لئے بھی وہی پسند کرے، حضرت تھانویؒ اور بزرگوں نے بہت سختی سے منع کیا ہے۔

طالب علم پر شفقت کرنی چاہئے اور اپنی اولاد کی طرح سمجھنا چاہئے، اس سے کینہ اور بغض نہیں رکھنا چاہئے، مجھے عام طور پر مدرسین کی یہی شکایت ملتی ہے کہ بغض رکھتے ہیں، جس کے پیچھے یہ لوگ پڑتے ہیں بری طرح پڑتے ہیں۔

ایک وقت تنبیہ کی، دوسرے وقت شفقت اور پیار سے اس کو بلا کر سمجھا دیا، شعبہ حفظ کے اکثر مدرسین طلبہ پر بہت سختی کرتے ہیں، اسی وجہ سے لڑکے درجے سے بھاگتے ہیں۔

### اساتذہ کسی طالب علم سے مایوس نہ ہوں:

طالب علم چاہے کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو اس سے مایوس نہیں ہونا چاہئے، بسا اوقات جن میں صلاحیتیں نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ ان سے دین کے بہت بڑے بڑے کام لے لیتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں قابلیت شرط نہیں بلکہ قبولیت شرط ہے، اللہ تعالیٰ جب قبول کرتا ہے تو صلاحیتیں بھی دے دیتا ہے اور جب قبول نہیں کرتا تو صلاحیتیں دے کر بھی چھین لیتا ہے۔

وہ قادر مطلق ذات ہے۔ اگر کوئی طالب علم کمزور بھی ہو اس سے مایوس نہ ہو، ان شاء اللہ تعالیٰ اگر وہ پانچ سال پڑھے گا عقائد ٹھیک ہو جائیں گے، نماز کے اندر رغبت ہوگی، نماز کا پابند ہو جائے گا، سلف کے ساتھ محبت ہوگی، اہل علم کے ساتھ محبت ہوگی، دین کا دفاع کرے گا، اپنی اولاد کو دین کی طرف لائے گا، معاشرے کے لئے ایک اچھا فرد ہوگا، جس میدان میں بھی جائے گا تو دین کی بات آگے پہنچائے گا، اس لیے کسی اعتبار سے استاذ اس سے مایوس نہ ہوں، اللہ تعالیٰ اس کے لئے کوئی نہ کوئی علم کا دروازہ کھول دے گا، اور

دیکھا یہی گیا ہے کہ جتنے کمزور طلباء رہے ہیں اللہ رب العزت نے ان سے زیادہ کام لیا ہے، اور جو باصلاحیت ہوتے تھے تکبر کی وجہ سے وہ عموماً ضائع ہو جاتے ہیں، دین کا کوئی بڑا کام نہیں کر پاتے کسی دیہات، گاؤں، قصبہ یا علاقہ میں جا کر ان کا فیض محدود ہو جاتا ہے یا کسی کاروبار میں لگے تو اس کے ساتھ منسلک ہو اگر دین سے ہٹ گئے، یا کسی اسکول، کالج، یونیورسٹی میں لگے اور اس ماحول میں جا کر وہ رنگ ان پر آ گیا، انہوں نے اپنا رنگ ان پر نہ چڑھایا، بلکہ ان کے رنگ میں خود رنگ گئے، اس ماحول سے متاثر ہو کر اپنی وضع قطع بدل دی، دیکھا یہ گیا ہے کہ جو کمزور تھے لیکن اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے راستے کھول دیئے، اس لئے مایوس نہیں ہونا چاہئے، ایسے طالب علم کو رسوا نہیں کرنا چاہئے، ان کو تنہائی میں مزید رغبت دینی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے کام لے گا، آپ اپنے عمل پر محنت زیادہ کریں، اور اللہ رب العزت سے مانگتے رہیں۔

### اساتذہ کو طلب علم کے لیے فکر:

بعض مرتبہ گھروں میں ماں باپ کے درمیان جھگڑا ہوتا ہے، فیملی پر و بلم ہوتی ہے، جس کی وجہ سے یہ بچے ٹینشن اور الجھن میں رہتے ہیں اور یہ چیز بھی بچوں کی زندگی پر بہت اثر کرتی ہے۔ لہذا آپ ان بچوں کے گھریلو حالات کے بارے میں بھی پوچھ تاچھ کیجئے اور اگر کوئی پریشانی ہے تو اس کو دور کرنے کی کوشش کیجئے اور ان کی صحیح رہنمائی کیجئے۔

استاذ کو چاہئے کہ بچوں کو پیارے پیارے ناموں اور القاب کے ساتھ پکاریں بچوں کو روزانہ ترغیب دیں کہ وہ مدرسہ میں پڑھی ہوئی بات گھر جا کر والدین کو سنائیں، اس کی وجہ سے بچپن سے یہ بچہ دین پھیلانے والا، داعی اور مبلغ بنے گا اور گھر میں بڑوں تک دین کی بات پہنچے گی، پھر دوسرے دن بچوں سے پوچھیں کہ کس نے یہ باتیں گھر میں

سنائیں نہ سنائی ہوں تو ان کو ڈانٹ ڈپٹ نہ کریں؛ بلکہ سمجھائیں کہ بیٹا! آج جا کر گھر میں سنا دینا۔

جسم اور تندرستی کی حفاظت کی باتیں بھی سکھائی جائیں، جو چیزیں تندرستی کے لئے نقصان کرنے والی ہیں جیسے گھٹکا، بیڑی، تمباکو، سگریٹ، باہر کی کھلی چیزوں سے بچوں کو سمجھا کر روکا جائے۔

بچوں کو گندگی سے بچنا سکھایا جائے، پاکی و صفائی ان کو سکھائی جائے، جائز و ناجائز کھیلوں کی پہچان کرائی جائے اور ناجائز کھیلوں سے بچوں کو بچایا جائے اور جس کھیل سے بچوں کی صحت اور تندرستی اچھی ہوتی ہو وہ بچوں کو بتلائیں اور ان کو ورزش کرنا بھی سکھائیں، آج کے حالات میں یہ بھی بہت ضروری ہے۔ جو بچہ روتا ہوا آتا ہو اس کو سمجھا کر بٹھائیں، مارنا یہ رونے کا علاج نہیں ہے، استاذ بچوں کو ایسا ماحول دیں کہ بچے خوشی خوشی مدرسہ آئیں۔

مدرسے کے وقت میں بچوں کی ضرورت کا لحاظ کریں، مثلاً پیشاب کا تقاضا ہو تو اس کو چھٹی دے دیں، ورنہ بچہ جھوٹ بولے گا اور غلط عادت بنے گی اور بہت سی مرتبہ مدرسہ کی چٹائی وغیرہ کو بھی بگاڑ ڈالے گا۔

استاذ ہمیشہ یہ فکر میں رہیں کہ میرے پاس آنے والے بچے میں کیا کمی ہے اور اس کمی کی تلافی کی کوشش کریں، کمزور بچوں پر زیادہ دھیان دیں اور آہستہ آہستہ ان کی اس کمزوری کو دور کرنے کی تدبیریں کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور اپنے پاس پڑھنے والے بچوں کے لئے خاص دعاؤں کا اہتمام کریں، استاذ کی دعا یہ بہت طاقت والی چیز ہے، اللہ سے یہ دعا کریں کہ: اے اللہ! میں تو یہاں بیٹھ کر بچوں کو پڑھا رہا ہوں، لیکن ان بچوں کو نفع والا علم آپ عطا فرمائیے۔ اس لئے کہ اصل علم تو اللہ کے یہاں سے ملے گا، استاذ تو ایک ذریعہ ہے۔



اساتذہ کو چاہیے تنخواہ کو پڑھانے کے ساتھ نہ جوڑے:

دیکھو! آپ کو جو تنخواہ ملتی ہے وہ آپ کی محنت کا بدلہ نہیں ہے، اس لئے کہ آپ ”اَللّٰهُ اِلَّا اللّٰهُ“ اور ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ بچوں کو یاد کرا دو تو ساری دنیا کی دولت بھی اس کا بدلہ نہیں ہو سکتی، یہ تنخواہ تو آپ جو وقت دیتے ہیں اس کا کچھ بدلہ مل رہا ہے۔ جو وقت آپ مدرسہ میں دیتے ہیں وہ اگر دنیا کے کسی کاروبار میں دیتے تو ضرور زیادہ نفع کما لیتے، لیکن آپ نے اللہ کی کتاب کے لئے وقت دیا ہے تو انشاء اللہ! اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ ہی عطا فرمائیں گے، اس لئے کبھی بھی اپنے پڑھانے کو اپنی تنخواہ کے ساتھ مت جوڑیں، اللہ سے اجر لینا ہے۔

لہذا استاذ کو چاہئے کہ وہ وقت کی پابندی کریں، مدرسہ کا جو وقت ہو اس سے پہلے مدرسہ میں آئیں اور وقت پورا ہونے کے بعد نکلیں، اگر آپ اس کو دین کی خدمت سمجھیں گے، قرآن کی خدمت سمجھیں گے تو آپ وقت زیادہ دیں گے اور نوکری سمجھیں گے تو آپ گھڑی دیکھیں گے۔ اگر آپ وقت سے پہلے مدرسہ پہنچ جائیں گے تو بچے بھی انشاء اللہ پابندی سے آئیں گے۔

نیز مدرسہ کے وقت میں موبائل پر بات کرنا، واٹس ایپ پر میسج دیکھنا، چائے، ناشتے کی محفل لگانا، یہ سب چیزیں بالکل غلط اور بالکل برا ہے، مدرسہ کا وقت آپ کے لئے امانت ہے، امانت داری کا آپ کو لحاظ رکھنا ہے۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے یہاں معمول تھا کہ ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو استادوں کے پاس ایک خالی (کورا) کاغذ جاتا تھا اور اس مہینے میں مدرسہ کے وقت میں جتنا وقت انھوں نے اپنے ذاتی اور پرسنل کام میں لگا یا اتنی منٹ وہ لکھ دیتے تھے اور اتنی تنخواہ وضع کٹوا کر دیتے تھے، کتنی بڑی امانت اور دیانت داری کی بات تھی۔

## تعلیم و تربیت کی اہمیت:

اسلام میں بچوں کی تعلیم و تربیت اور تادیب کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: تم اپنے بچوں کو سب سے پہلے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ سکھاؤ اور موت کے وقت بھی ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کی تلقین کرو۔ حضرات صحابہ و تابعین کا پسندیدہ معمول تھا کہ جب بچہ بولنے لگتا تو اس کو سات بار ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ پڑھاتے تھے۔

استاذ کے پاس پڑھنے والے طلبہ روحانی فرزند ہیں، لہذا ایک استاذ کی ذمہ داری ہے کہ طلبہ کی تعلیم و تربیت میں بھرپور محنت کرے۔

ہر استاذ و معلم اپنے شاگردوں کے لئے مقتدی و پیشوا ہوتا ہے، ان کے مستقبل کی تعمیر میں معلم اپنا نمایاں کردار ادا کرتا ہے، وہ طلبہ کی تعلیم و تربیت کے باب میں خشتِ اول اور سنگِ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔

## طلبہ کی نگرانی:

استاذ کے ذمہ داری میں یہ بھی داخل ہے کہ درس گاہ میں اور درس گاہ سے باہر بھی حتی الامکان طلبہ پر نگاہ رکھے اور دیکھے کہ وہ علم و عمل میں آگے بڑھ رہے ہیں یا نہیں؟ نیز جہاں تک ممکن ہو ان کی اخلاقی حالت کا بھی خیال رکھے، اور ان کے حالات معلوم کرتا رہے کہ وہ درس گاہ سے باہر کیسے رہتے ہیں؟

حضرت نبی کریم ﷺ اپنے صحابہؓ کی خبر گیری فرماتے تھے، اگر کسی کو نہ پاتے تو پوچھتے: فلاں کیوں نہیں آئے؟ اور اگر معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہیں تو آپؐ بیمار پُرسی کے لئے تشریف لے جاتے۔

## تربیت کے لئے چند سفارشات:

(۱) معلم طلبہ کو بد خلقی و بد کرداری سے روکے اور لوگوں کے ساتھ ادب و سلیقہ سے پیش آنے پر ابھارے، انھیں سبھی چھوٹے بڑے اور ہم عمر لوگوں کے ساتھ اخلاق سے رہنے پر آمادہ کرے، برے اور غلط کام کرنے اور گناہوں کے ارتکاب کرنے سے منع کرے۔

(۲) معلم خود اپنے پاس پڑھنے والے طلبہ کے اخلاقی حالات کا جائزہ لیتا رہے، اگر کسی طالب علم کو کوئی نامناسب حرکت، مکروہ یا حرام فعل یا کسی ایسی چیز کا ارتکاب کرتا دیکھے جو اس کے بگاڑ کا ذریعہ بنے یا اس کے حفظ چھوڑنے کا باعث بنے یا پھر استاذ یا کسی دوسرے کے ساتھ بے ادبی اور بد خلقی کا سبب بنے، یا اسے لایعنی باتوں میں مصروف دیکھے، یا پھر کسی ایسے طالب علم یا دوسرے کے ساتھ دوستی و ہم نشینی کرتا دیکھے جو اس کے لئے موزوں و مناسب نہ ہو، بلکہ باعث نقصان و ضرر ہو تو معلم اس کی موجودگی میں سب طلبہ کے سامنے اس کا نام لئے بغیر مبہم انداز میں نکیر کرے کہ نہ اس سے تعریض ہو اور نہ ہی اس کی تعیین۔

اور اگر اس سے وہ باز نہ آئے تو تنہائی میں اشارے کنائے سے سمجھائے، پھر بھی باز نہ آئے تو اس کی برملا روک ٹوک کرے اور حسب حال سختی کرے، تاکہ اس کے ساتھ دوسرے بھی اس طرح کی حرکت کے ارتکاب سے گریز کریں، نیز ہر ایک کو اس سے ادب اور شائستگی کا درس ملے۔

مذکورہ تمام طریقوں کے استعمال کے باوجود اگر وہ اپنی عادت و حرکت سے باز نہ آئے تو اس کے سدھرنے تک درس گاہ سے نکال دینے اور اس سے اعراض کرنے میں کوئی حرج نہیں؛ بالخصوص جب اس کے دوسرے ہم سبق رفقا کا اس کے رنگ میں رنگ جانے کا خوف ہو اور دو میں مشکل ہے: ”خر بوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے“۔

(۳) معلم طلبہ کے آپسی معاملات اور ان کی رہن سہن کی نگرانی کرے کہ آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں؟  
خوش مزاجی اور سلیقہ کے ساتھ ایک دوسرے سے مخاطب ہوتے ہیں؟  
باہم الفت و محبت اور پیار سے رہتے ہیں؟  
حفظ کرنے یا پڑھنے کے حوالے سے ایک دوسرے کا تعاون کرتے ہیں؟  
نیز لوگوں کے حقوق کے حوالے سے انھیں دنیوی مفادات کی بھی تعلیم دے، تاکہ دونوں صورتوں میں ان کے کمالات و خوبیوں کی تکمیل ہو سکے۔

### طالب علم میں اچھائیوں کی عادت ڈالیں:

طالب علم کا لوگوں کے ساتھ ادب اور رحم دلی سے پیش آنا اور خوش خلق و صاف دل ہونا ضروری ہے۔

اس عادت کی تربیت کے لئے چند امور حسب ذیل ہیں:

- (۱) طالب علم اچھا سلوک استاذ کے اچھے برتاؤ سے سیکھتے ہیں؛ اس لئے جو اخلاق و خوبیاں بچوں کو سکھانا چاہتے ہیں وہ اپنی ذات میں پیدا کریں۔
- (۲) بچوں کی طبیعت اور اوصاف سے واقفیت پیدا کریں۔
- (۳) اس بات کی کوشش کریں کہ طالب علم برے آدمیوں کی صحبت میں نہ بیٹھے۔
- (۴) ہمیشہ سچ بولیں، گندے الفاظ زبان پر نہ لائیں۔
- (۵) طالب علم اپنے ساتھیوں کو دھوکہ نہ دے اور نہ کسی برے نام سے اپنے ساتھیوں کو پکارے۔

(۶) طلبہ مدرسہ کے اندر اور باہر بڑے بزرگوں اور اساتذہ کو سلام کریں اور ان کا ادب ملحوظ رکھیں۔

(۷) وقتاً فوقتاً نصیحت کرتے رہیں۔

## طالب علم میں سچائی کی عادت ڈالیں:

سچائی کی عادت ڈالنے کے لئے چند سفارشات حسب ذیل ہیں:

(۱) بچے عموماً سچ بولنا تقلید سے سیکھا کرتے ہیں، اس لئے ضروری ہے کہ ہمارے افعال ہمارے اقوال کے مطابق ہوں۔

(۲) ہمارا نظم ایسا ہو جس میں جھوٹ بولنے کی ذرا بھی گنجائش نہ ہو۔

(۳) جب کوئی طالب علم جھوٹ بولے تو اول اس کا سبب معلوم کریں، یوں مناسب طریقہ سے اس کی اصلاح کریں۔

(۴) کسی بچے کے جھوٹ بولنے پر پہلے تعجب ظاہر کریں، پھر مناسب فہمائش سے کام لے۔

(۵) جھوٹ بولنے والا طالب علم توبہ کر لے تو اسے معاف کر دیں۔

(۶) سچ بولنے والے طالب علم پر ہمیشہ اعتبار کریں۔

## طلبہ میں صفائی کی عادت ڈالیں:

صفائی کی عادت ڈالنے کے لئے حسب ذیل چند باتوں کا خیال رکھیں

(۱) شروع ہی سے بچوں میں ایسی عادتیں ڈالیں کہ وہ بال، بدن، کپڑے کتابیں وغیرہ صاف رکھیں۔

(۲) صفائی کے لئے نہانے کا اہتمام کریں۔

(۳) مدرسہ کے اندر ادھر ادھر نہ تھوکیں، نہ ناک صاف کریں۔

(۴) غلیظ باتوں سے پرہیز کریں۔

(۵) کمرہ اور درس گاہ کو صاف ستھرا رکھیں اور سامان مدرسہ کو ترتیب وار سلیقے سے

لگائیں، تاکہ اچھا معلوم ہو۔

(۶) ہمارا اپنا لباس بھی صاف ستھرا ہونا چاہئے۔

(۷) جو طالب علم ایسی میلی حالت میں آئے کہ اس سے دوسروں کو تکلیف ہو تو اسے واپس گھر یا کمرے میں بھیج دیں اور کہیں کہ صاف کپڑے پہن کر آئے۔

## حفظ قرآن کی آسانی کے اسباب:

- (۱) نیت کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے خاص کرنا۔
- (۲) اللہ تعالیٰ سے دعائیں خوب اصرار کرنا۔
- (۳) استغفار کو لازم پکڑنا اور گناہوں سے پرہیز کرنا۔
- (۴) صبر سے کام لے کر حفظ قرآن کے عزم کو بے انتہا مضبوط رکھنا۔
- (۵) حفظ قرآن کے لئے متعین وقت مقرر کرنا۔
- (۶) دنیوی امور کی مصروفیات کو کم کرنا۔
- (۷) حفظ قرآن کی آسانی کے لئے ہر روز خاص اذکار کی پابندی کرنا۔
- (۸) سبق ناغہ نہ کرنا، ہر روز اس کو یاد کرنا۔
- (۹) تہجد کے وقت قرآن پاک کو یاد کرنا اور اس عمل پر مواظبت اختیار کرنا۔
- (۱۰) اہل قرآن کی صحبت اور عالم حاذق کے سامنے قرآن کی تلاوت کرنا۔
- (۱۱) زائد اوقات میں زیادہ تر تلاوت کرنا۔
- (۱۲) قرآن پاک کے حفظ شدہ حصے کو فرض اور نفل نمازوں میں پڑھنے کی پابندی۔
- (۱۳) حفظ شدہ حصے کا دور لے کر مسلسل پڑھتے رہنا۔
- (۱۴) مسجد اور علم کی مجلسوں کو لازم پکڑنا۔
- (۱۵) فضائل والی سورتوں کو حفظ یاد کرنا۔

(۱۶) طالب علم اپنے ذوق کے مطابق قرآن کریم کو جہر آیا سر اُڑھے۔

(۱۷) غلطیوں کو قلم بند کر کے اصلاح کرنا۔

(۱۸) قرآن پاک کے حفظ شدہ حصے پر عمل کرنے کی کوشش کرنا۔

(۱۹) آیتوں کا شان نزول اور ان کی تفسیر و تشریح جاننے کی کوشش کرنا۔

(۲۰) حفاظ قرآن کے آداب کو لازم پکڑنا اور ان پر دائمی عمل کرنا۔

(۲۱) قرآن کریم لوگوں کو پڑھانے اور سکھانے کی نیت کرنا۔

(۲۲) اپنے وقت کو نعمت جان کر اس کو ضائع نہ کرنا۔

(۲۳) حفاظ اور علما کی سوانح کا مطالعہ کرنا۔

(۲۴) مناسب یہ ہے کہ چھوٹی سورتوں کو پہلے یاد کیا جائے جس کا فائدہ یہ ہوگا کہ

پورا قرآن یاد کرنے میں آسانی ہوگی، چھوٹی سورتوں میں جیسے پارہ عم اور پارہ تبارک ہے، یا یہ بات بھی بہتر ہے کہ ان سورتوں کو پہلے یاد کیا جائے جو بکثرت سننے میں آئے جیسے: سورۃ یس، الواقعة، الکہف، الملک، السجدۃ وغیرہ۔

علما اور صلحا سے حفظ قرآن کی آسانی کے لئے دعا کی درخواست کرنا۔

(۲۵) ان وسائل کا اختیار کرنا جن سے قرآن کریم کو حفظ یا دکرنا آسان ہو جائے

اور رغبت پیدا ہو، جیسے: مسابقات میں حصہ لینا، مراتب قرأت؛ یعنی ترتیل، حدر، اور تدویر میں پڑھنا وغیرہ۔

## موبائل فون:

آج کل سب سے بڑی مصیبت موبائل فون اور اس کا غلط استعمال ہے، اس نے مدرسین کی تمام صلاحیتوں کو سلب کر رکھا ہے تعلیم کے وقت اس کا مدرس کے پاس ہونا اور اس کا استعمال کرنا نہایت مضر ہے۔

ظاہر ہے کہ ایک مدرس اگر چار پانچ آدمیوں سے موبائل پر گفتگو کرتا ہے اس کا مطلب وہ چار پانچ آدمیوں کے ساتھ درس گاہ میں آتا ہے، ظاہری بات ہے کہ جس طرح روزانہ چار پانچ آدمیوں کا درس گاہ میں آنا اور استاذ کا ان کے ساتھ گفتگو کرنا تعلیم میں نقصان کا باعث ہے اسی طرح فون پر گفتگو تعلیم میں نقصان کا باعث ہے۔

بعض مدرسین کے متعلق تو یہ شکایت بھی موصول ہوئی کہ بچوں کو تو تعلیم میں مشغول کر دیا؛ لیکن خود فون میں ہمہ تن مشغول ہے، اس وقت موبائل میں موجود دیگر خرافات کا بھی استعمال ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ استاذ جسمانی اعتبار سے درس گاہ میں ہے، لیکن دماغی اعتبار سے درس گاہ میں حاضر نہیں ہے، بتائیے کہ اس درس گاہ میں تعلیمی ترقی کیسے ہوگی؟ کیا اللہ کی ایک عظیم نعمت تدریس قرآن و خدمت قرآن کی یہ ناقدری نہیں ہے۔

### طلبہ سے خدمت لینا:

طالب علم کی سعادت تو یہ ہے کہ وہ اپنے استاذ کی خدمت کرے، لیکن اساتذہ کو اس باب میں احتیاط کرنی چاہئے اور بغیر کسی مجبوری کے اپنا ذاتی کام اس سے نہ لیں، اگر مجبوری کے سبب سے کوئی خدمت لیننی پڑے تو کسی طرح اس کی تلافی کر دیں، نیز اس کا لحاظ رکھیں کہ اس قسم کا کام اس سے نہ لیں جسے وہ نہ کر سکے، یا اس میں اس کی تعلیم کا نقصان ہوتا ہو۔

اس لئے کہ جس مقصد کے لئے اس نے اپنا وطن چھوڑا ہے جب اس میں حرج ہوگا تو بددلی پیدا ہوگی۔

امام بخاری بھی اپنا کام خود کرتے تھے، جب انھوں نے شہر بخارا کے باہر ایک



مہمان خانہ بنوایا تو اس کی تعمیر کے وقت خود بھی مزدوروں کے ساتھ کام کرتے تھے، ایک شاگرد نے ایک روز عرض کیا کہ: آپ کو اس محنت کی کیا ضرورت ہے؟ ہم لوگ موجود ہیں۔

اس کے جواب میں امام بخاری نے فرمایا:  
لہذا الذی ینفعنی۔ یہ میرے لئے نافع ہے۔

ہمارے اکابر میں سے حضرت شیخ الہند کے بارے میں مشہور ہے کہ حضرت اپنے کپڑے خود دھویا کرتے تھے۔

حضرت تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ: بعض اساتذہ بچوں پر دوسری طرح ظلم کرتے ہیں، وہ یہ کہ ان سے اپنے گھر کی خدمت لیتے ہیں، کہیں پانی بھرواتے ہیں، کبھی آٹا پسواتے ہیں، کبھی مٹی اٹھواتے ہیں، یاد رکھو! والدین کی اجازت کے بغیر نابالغ بچوں سے ایسی خدمت لینا جائز نہیں۔

بعض اساتذہ یہ کرتے ہیں کہ گرمیوں کی دوپہر میں خود تو سوتے رہتے ہیں اور بچوں سے پنکھا جھلاتے ہیں، یہ کتنا بڑا ظلم ہے؟ آخر جس طرح تم کو نیند آتی ہے ان کو بھی تو آتی ہے۔

ہمارے یہاں مدرسے میں ایک حافظ صاحب تھے، ایک روز انھوں نے دو لڑکوں کو چکی پر آٹا لینے کو بھیجا، وہ سر پر لاڈ کر لائے، میں نے کہا: حافظ صاحب! یہ بہت بے جا بات ہے، اگر آپ کے بچے ہوتے تو کیا ان سے بھی بوجھ اٹھواتے ذرا انصاف کیجیے! شاگرد کو اپنے بچے سے کم درجہ کا نہیں سمجھنا چاہئے،

**شاگردوں سے فرمائش کر کے کوئی چیز لینا اور کھانا:**

ایک طبقہ اور ہے جو بچوں کے جان و مال پر ظلم کرتا ہے، ان سے آئے دن فرمائش

کرتے ہیں، کبھی پاؤں دبواتے ہیں، کبھی پنکھا جھلواتے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ: اب کی بار جب آنا تو انگور لانا، بعضے بکری کے لیے گھاس منگواتے ہیں اور ایسی خدمتیں لیتے ہیں جو اکثر ان پر بار ہوتی ہیں۔

یاد رکھو! یہ بھی جائز نہیں، کیسا ہی مخلص مرید یا شاگرد ہو از خود اس سے فرمائش نہ کرنی چاہئے، ہاں! کسی سے بہت ہی بے تکلفی ہو، جہاں بار ہونے کا مطلق احتمال نہ ہو بلکہ اس کو خوشی ہو تو کبھی اس سے کوئی بہت ہلکی فرمائش کرنے میں مضائقہ نہیں، مگر ایسے مخلص ہزار میں ایک دو ہی ہوتے ہیں، عام طور پر حالت یہی ہے کہ لوگوں کو فرمائش سے گرائی ہوتی ہے، بلکہ ہر وقت جن کی فرمائش نہیں کی جاتی اس میں بھی خلوص و محبت کی رعایت سخت ضروری ہے، ہر وقت ہدیہ قبول کرنے کو تیار نہ بیٹھ رہا کریں۔

### اساتذہ اپنی زبان و کردار کو پاکیزہ بنائے:

ایک اچھے استاذ کے لئے ضروری ہے کہ اس کی زبان اور اس کا کردار پاکیزہ ہو، زبان پاکیزہ ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ لایعنی گفتگو نہ ہو، بے ہودہ گفتگو نہ ہو، لعن طعن نہ ہو۔ فحش گفتگو نہ ہو، اپنے آپ کو ہمیشہ سنجیدگی میں اور باوقار انداز میں رکھے۔ اپنا کردار بھی صاف رکھے، یعنی اس کے کردار پر بھی کوئی انگلی نہ اٹھا سکے، جیسے ایک جملہ معروف ہے کہ اپنے آپ کو تہمت کی جگہوں سے بھی بچاؤ۔

### شاگردوں کے سامنے ٹچ موبائل کے استعمال سے گریز کریں:

اگر استاذ درس گاہ میں آتے ہی موبائل پر لگ جاتے ہیں، طلباء سامنے بیٹھے استاذ کی طرف متوجہ ہیں اور استاذ اگر واٹس ایپ، فیس بک، یوٹیوب دیکھ رہا ہے، یا اپنے میسج پڑھ رہا ہے، ویسے تو اس سے طلباء پر منفی اثر ہوتا ہے۔ نیز درس گاہ کا یہ وقت اور طلباء امانت ہیں، اس وقت کو ذاتی اور نجی مصروفیات میں لگانا کہیں مواخذہ کا سبب نہ بن

جائے، یہ درس گاہ اور اس پاکیزہ ماحول کی بے قدری ہے، اور بیسیوں طلباء کے وقت کے ضائع کا سبب ہے، اسی طرح دورانِ درس تفصیلی گفتگو سے گریز کیا جائے۔ عوام الناس جن کے دلوں میں عالم کے لئے بڑی عقیدت اور محبت ہوتی ہے، اب ان کے سامنے اگر کوئی ہمہ وقت اس میں لگا رہے تو بہت ساری چیزیں نہ دیکھتے ہوئے بھی سامنے آ جاتی ہیں۔ انسان دیکھ رہا کچھ ہوتا ہے اور سامنے کوئی اور چیز آ جاتی ہے، چونکہ وہ اختیاری نہیں ہوتی، آدمی نہیں دیکھنا چاہتا لیکن واٹس ایپ، فیس بک پر وہ چیزیں سامنے آ جاتی ہیں، اب اگر کوئی ساتھ بیٹھا ہو تو ان کی نگاہ بھی پڑ جاتی ہیں کہ ہمیں تو درس دیا جاتا ہے نگاہوں کی حفاظت کا، بد نظری سے بچنے کا لیکن ہم نے خود دیکھا ہے کہ حضرت کی زندگی میں وہ احتیاط نہیں۔ تو اس لئے بہتر یہ ہے کہ ٹچ موبائل سے گریز کریں، سادہ موبائل استعمال کریں، اگر ضرورت ہو بھی تو ایک محدود وقت کے لئے مثبت استعمال کریں۔ اس کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا کہ قیمتی وقت اس میں ضائع نہ ہو، اور درس گاہ کے اندر تو بہتر ہے یا تو موبائل بند رکھا جائے یا سائلنٹ پر رکھا جائے اور اگر کوئی فون ضروری آ جائے تو مختصر بات کر لی جائے۔

### تمام طلباء کو اپنے قریب رکھیں:

اس کا مطلب یہ ہے کہ اختصاص نہیں ہونا چاہئے، ایسا ہوتا ہے کہ ساری توجہ صرف ایک طالب علم پر ہوتی ہے، استاذ سبق پڑھا رہے ہیں اور مکمل توجہ ایک ہی طالب علم پر رکھی ہے سبق سن رہے ہیں تو اُسی طالب علم سے، کوئی بات بتلا رہے ہیں تو اُس کو مخاطب کر رہے ہیں، یہ انداز تدریس نافع و مقبول نہیں ہے۔ استاذ محترم کے لئے سارے طلباء مساوی اور برابر ہونے چاہئے، یہ سب ان کے لئے بمنزلہ اولاد کے ہیں، سب ان سے پڑھنے کے لئے آئے ہیں، یہ ترجیح بلا مرجح نہیں ہونی چاہئے البتہ اگر وہ

طالب علم ذی استعداد، باصلاحیت ہو اور سبق توجہ سے سنتا ہے تو ٹھیک ہے تھوڑی توجہ زیادہ ہو لیکن دیگر کو بالکل نظر انداز نہ کیا جائے۔ اسی طرح کسی خاص طالب علم کو اپنے قریب کرنا یہ باعث تشویش ہوتا ہے اور مختلف ذہنوں میں مختلف سوالات اُبھرتے ہیں اور دوسروں کو بات کا موقع ملتا ہے، اس لئے اپنے دامن کو پاک رکھیں اور اپنی عزت و آبرو کی خود حفاظت کریں، اور کسی کو بات کرنے کا موقع نہ دیں۔

### حفظ کرنے والے بچوں کے والدین کو چند نصیحتیں:

یقیناً آپ نے بڑی تمناؤں اور آرزوؤں سے اپنے بچے کو حفظ قرآن کے لئے فارغ کیا ہوا ہے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ رب العالمین آپ کے بچوں کو، حافظ قرآن بننا دیکھنے کی خواہش پوری کرے۔

سب سے پہلے آپ یہ بات ذہن میں بٹھالیں کہ حفظ قرآن بہت بڑی سعادت ہے اللہ نے آپ کے بچے کو اس کے لئے قبول کیا ہے، دو رکعت شکرانے کے ضرور ادا کریں۔

حفظ قرآن کے لئے تین لوگوں کا آپس میں تعاون بہت ضروری ہے۔ سب سے اہم آپ خود ہیں، دوسرا آپ کا بچہ، تیسرا آپ کے بچے کا استاد۔ اگر آپ سارا بوجھ صرف بچے پر یا صرف استاد پر ڈالنا چاہیں گے، تو یقیناً نقصان اٹھائیں گے یا صرف بچے سے امیدیں لگائے بیٹھے ہیں، استاد سے کبھی رابطہ نہیں کیا کہ آپ کی خواہش پوری کرے، مشورہ کرنے کی کوشش نہیں کی، تو بھی نقصان ہو سکتا ہے۔ اور یاد رکھیں، نقصان کا مطلب ہے، وقت کا ضائع نہیں، یقین جانے آپ کی ذمہ داری سب سے زیادہ، اور اہم ہے۔ آپ نے مسلسل بچے کی حوصلہ افزائی کرتے رہنا ہے بچے کو غیر حاضری نہ کرنے دیں، آپ جان لیں کہ ایک دن کی غیر حاضری سے ۴۰ دن کی برکت چلی

جاتی ہے آپ خود ہی اس سے اندازہ لگائیے اس لیے اپنے بچوں کو غیر حاضری سے بچائے ان سے ان کے درس گاہ کے وقت میں کام نہ لیں بس ان کی حوصلہ افزائی کرتے رہیں بچے کو احساس دلاتے رہیں کہ آپ بہت ہی خوبصورت اور اہم کام میں لگائے ہوئے ہیں آپ بہت خوش قسمت ہیں کہ اللہ نے آپ کو اپنی کتاب کی حفاظت کے لئے چُن لیا ہے۔

استاد سے مسلسل رابطے میں رہیں، استاد کو احساس دلائیں کہ ہمارا بچہ آپ کے لئے بہت اہم ہے، آپ بچے کے استاد کا احترام کرتے ہیں۔ آپ کے اچھے رویے سے، استاد کی توجہ آپ کے بچے پر زیادہ ہوگی۔ اور اگر آپ استاد کی خصوصی توجہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تو بچے کا بہت سارا وقت ضائع ہونے سے بچ سکتا ہے۔ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ کبھی کبھار ہلکا پھلکا حدیہ استاد کو دیتے رہیں سب سے اسان کبھی کبھار ان کو دعوت دے دیں۔

والدین کی ذمہ داری ہے کہ اپنے بچے سے پیارے بیٹے! آپ ہمیشہ اپنا نیا سبق گھر سے اچھے سے یاد کر کے جایا کریں۔ آپ صرف اسی ایک کام کو پابندی کریں گے تو آپ کامیاب ہیں، انشاء اللہ۔

استاد کو چاہئے کہ بچے کو پابند بنائے، کہ روز کا کام روزانہ پورا کرے۔ اور والدین کو پابند بنائے کہ اپنے بچے کو نیا سبق لازمی گھر پر یاد کروا کر گھر سے بھیجیں۔ بچے کو حفظ کرانے والے اگر بار بار توجہ دلانے کے باوجود نوٹس نہ لیں۔ تو ایسے والدین یقیناً بچے کو حفظ کرانے میں مخلص نہیں ہیں، کسی مجبوری سے ڈال رکھا ہے۔ میرا مشورہ استاد کو ہمیشہ یہ ہوتا ہے، کہ ایسے بچوں کو قبول کر کے آپ اپنا اور بچے، دونوں کا وقت ضائع کرتے ہیں۔

اگر بچہ نیا سبق گھر سے یاد کر کے نہیں لا رہا تو والدین کو توجہ دلائیں۔ انہیں بتائیں

کہ اس طرح سے بچے کا وقت ضائع ہوگا۔ اور والدین کو ان کی ذمہ داری کا احساس دلائیں۔ اور بار بار دلائیں۔

ہمیں سو فیصد یقین ہے کہ، اگر یہ تینوں فرد اپنی اپنی ذمہ داری قبول کر کے اس کو ادا بھی کریں تو کبھی کسی بچے کا وقت ضائع نہیں ہوگا۔

### طلباء کے سرپرستوں سے رابطے میں رہیں:

جوشاگرد پڑھنے آ رہا ہے اگر آپ ناظم تعلیمات ہیں تو سب کا رابطہ نمبر اپنے پاس محفوظ کریں، اس کا فائدہ یہ ہوگا اگر طالب علم کمزور ہے ان کے والد کو بتا دیا جائے کہ ان کی دلچسپی نہیں، چھٹیاں زیادہ کر رہا ہے، یا فلاں چیز میں ان کی مشغولیت ہے، تو سرپرستوں سے جب رابطہ ہوگا تو اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ طالب علم سبق میں دلچسپی لے گا سرپرست اسٹاذ سے محبت رکھے گا کہ یہ ہمارے بچے کے بارے میں بڑے فکر مند ہیں، کوئی بات ہوتی ہے تو ہمیں اطلاع دے دیتے ہیں، تو سرپرستوں کے دل میں اسٹاذ اور ادارے کی نیک نامی بڑھے گی۔ سرپرستوں سے صرف شکایاتیں ہی نہ کریں، بلکہ بچے کی خوبیاں بھی بیان کریں، آپ کے بچے میں یہ یہ خوبی ہے، تو والد خوش ہوگا کہ میرے بیٹے میں یہ صلاحیتیں اور اوصاف ہیں تو وہ اسٹاذ سے اور محبت کرے گا اور ہر ادارے کے ساتھ مخلص ہو کر اس کی ترقی کے لئے جدوجہد کرے گا، اور جب کوئی مشکل پیش آتی ہے تو پھر یہی لوگ دفاع کرنے والے بھی ہوتے ہیں اور معاون اور مددگار بھی ہوتے ہیں۔

### ایک عاجزانہ درخواست:

دیہات اور شہر کے مکاتب کے شعبہ حفظ کے اساتذہ سے عاجزانہ درخواست ہے کہ مدرسہ کے وقت کے مکلف نہ رہیں؛ بلکہ اپنے خارجی اوقات اس اہم خدمت میں صرف کر کے بچوں کے ساتھ احسان کا معاملہ فرمائیں۔

## خاتمہ

اللہ پاک اپنے فضل سے میری اس کاوش کو خالص اپنی ذات کے لئے قبول فرمائیں اور ہر قسم کے شائبہ سے یا نفس کی غلطی سے پاک کر دیں اور قارئین کے لئے خاص کر کے اہل قرآن کے لئے نافع بنائیں۔

یا الہی روز و شب توفیق احساں دے مجھے  
خوف اپنا ظاہر و باطن میں یکساں دے مجھے

حب سنت یا الہی حب قرآن دے مجھے  
نعمت دارین اپنی نور ایماں دے مجھے

کام میرا زندگی بھر خدمت قرآن ہو  
فہم قرآن دے الہی نور عرفاں دے مجھے

دعا ہے کہ اللہ اپنی پناہ میں رکھے اور ہم تمام کو قرآن پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَإِخْرُجُوا دَعْوَانَا إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

## عظمت قرآن

از: سلطان صدیقی

لائق تعظیم و حرمت اس لئے قرآن ہے  
خالقِ ارض و سما کا آخری فرمان ہے

اس صحیفے کی صحیفوں میں الگ ہی شان ہے  
اس کے اک لفظ میں عرفان ہی عرفان ہے

ہے تلاوت بھی ثواب، اس کی سماعت بھی ثواب  
اللہ اللہ کیا کلام پاک کا فیضان ہے

یا تو چاہا تھا عمرؓ نے صاحبِ قرآن کا قتل  
یا ہوئے قرآن پہ قربان کیا خدا کی شان ہے

جب سے اللہ نے کیا انسان پہ قرآن کا نزول  
رشک کے قابل فرشتوں کے لئے انسان ہے

بجھ نہیں سکتا کسی آندھی سے قرآن کا چراغ  
آندھیو! خود آزمالو، سامنے میدان ہے

یہ تو سچ ہے سب کے آخر میں ہوا اس کا نزول  
مرتبے میں سب سے اوّل رتبہ قرآن ہے

کر سکا رد و بدل اس میں نہ کوئی آج تک  
کس قدر مبسوط و جامع من و عن قرآن ہے

حفظ کر کے رکھ لو سلاطین سینے میں قرآن کو  
دو جہاں میں سرخروئی کا اگر ارمان ہے





### تلاوت کے دواہم آداب

(۱) تلاوت کرنے والا یہ خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ مجھ کو سناؤ کیسا پڑھتے ہو۔ (۲) سننے والا یہ خیال کرے کہ احکم الحاکمین اور محسن اعظم کا کلام پڑھا جا رہا ہے، انتہائی غور و فکر اور عظمت و محبت سے سنیں۔

**فوائد تلاوت** ☆ دل کا زنگ دور ہوتا ہے ☆ ہر حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں بغیر سمجھے پڑھنے پر بھی، جو شخص یہ کہے کہ بغیر سمجھے پڑھنے سے کوئی فائدہ نہیں وہ بد دین ہے یا جاہل ☆ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے ☆ اللہ تعالیٰ کی محبت میں ترقی ہوتی ہے۔

### کتاب ملنے کے پتے

مدرسہ عربیہ عین العلوم امتھری سانٹھاسنت کبیر نگر: 9115301223

مدرسہ عربیہ منظر العلوم بگرامی ہمایاواں، سنت کبیر نگر: 8948137843